اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / ستراہواں اجلاس (ساتویں نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ 26/ستمبر 2025ء بمطابق ۲/ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	22
3	توجہ دلاؤ نوٹس۔	23
4	رخصت کی درخواستیں۔	24
5	قرارداد نمبر **59**۔	24
6	قرارداد نمبر **60**۔	30
	قرارداد نمبر **61**۔	42

جلد 17 ☆☆☆ **شمارہ 07**

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعۃ المبارک مورخہ **26/ستمبر 2025**ء بمطابق ۲/ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ۔

بوقت شام **3** بجکر **30** منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. السلام علیکم!

کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَہَا وَبَیْنَہٗٓ اَمَدًا بَعِیْدًا ط وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ ط وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۝

پارہ نمبر ۳ سُوْرَۃُ آلِ عمران آیات نمبر ۳۰ تا ۳۲

ترجمہ: جس دن موجود پاویگا ہر شخص جو کچھ کہ کی ہے اس نے نیکی اپنے سامنے اور جو کچھ کہ کی ہے بُرائی اس نے آرزو کریگا کہ مجھ میں اور اس میں فرق پڑ جاوے دور کا اور اللہ ڈراتا ہے تم کو اپنے سے اور اللہ بہت مہربان ہے بندوں پر۔ تُو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تاکہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تُو کہہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر اعراض کریں تو اللہ کو محبت نہیں ہے کافروں سے۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ۔ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔سب سے پہلے تو مَیں لاء کالج کوئٹہ کے طلباء اور طالبات کو بلوچستان اسمبلی آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں اور سینیٹر کہدہ بابر صاحب کو بلوچستان اسمبلی آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔جی

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! point of public importance پر مجھے دومنٹ اگر آپ دیں گے آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: than you۔ جناب اسپیکر! مَیں آپ سے یہ گزارش کروں کہ ہم جتنے منتخب نمائندے ہیں بارڈر ایریاز سے، جو کہ ایران بارڈر سے منسلک ہیں، اسپیشلی آپ خود افغان بارڈر سے منسلک ہیں اور ڈسٹرکٹ چمن سے آپ کا تعلق ہے۔آپ یقین کریں کہ جب سے بارڈر بند ہے، ہمارے لیے بہت مشکلات ہیں۔ایک صوبے میں آگ لگی ہوئی ہے ایک جنگ وجدل ہے، بے چینی ہے، بدامنی ہے اور لوگوں کا کوئی والی وارث نہیں ہے، بداعتمادی اور خوف وہراس کا ماحول ہے جبکہ دوسری جانب کوئی alternative روزگار نہ ہونے کی وجہ سے ذریعہ معاش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ اِتنی مایوسی کا شکار ہو رہے ہیں بارڈرز کی بندش سے کہ آپ یقین کریں وہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ کس حد تک ہیں۔اب میں یہ گزارش کروں کہ آپ as a Custodian of this House اور صوبائی حکومت کے جو نمائندے بیٹھے ہیں، وہ ہمیں یقین دہانی کرا دیں اور صوبائی حکومت جب تک مداخلت نہیں کرے گی، ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے اس طرح کی خاموشی سے یہ ایک اجتماعی ایشو ہے۔آپ یقین کریں کہ اس بے روزگاری سے 45لاکھ سے زیادہ بندے فاقہ کشی کا شکار ہوئے ہیں اس کے اثرات یہ ہوں گے کہ جہاں attractive جو پیسہ آتا ہے لوگ دہشتگردی کی جانب نوجوان خودکشی کی جانب مجبور ہو کر، پھر جو نفرت ہوتی ہے ریاست کے خلاف اُس نفرت کو کم کرنے کے لیے کم از کم یہ وقت موزوں نہیں ہے کہ بہ یک قلمِ جُنبش آپ تمام پورا 740 کلومیٹر بارڈری پٹی کو آپ سیل کر دیں۔اب یہ ہے کہ دنیا میں کہیں بھی آپ جائیں، ہمارا جو ہمسایہ ملک ہے۔ سر! ایک ویلفیئر اسٹیٹ ہے ایران کی مَیں مثال دے دوں۔اگر وہاں بارڈر بند ہوگا لیکن وہ لوگوں کو، جو بچہ رات کو پیدا ہوتا ہے صبح اُس کا الاوَنس شروع ہو جاتا ہے آپ کی فیملی کے جتنے افراد ہیں monthly اُن کے اکاوَنٹ میں پیسہ آتا ہے۔سبسڈی ریٹ پر اُس کو فیول ملتا ہے سبسڈی ریٹ پہ اس کو گاڑی ملتی ہے سبسڈی ریٹ پہ وہ زمین داری کر سکتا ہے لیکن یہاں ہم نے کیا دیا ہے لوگوں کو ایک خود ساختہ روزگار جو 1957ء میں پاکستان اور ایران کا ایک معاہدہ ہے خوردونوش کی چیزیں ہیں۔کیونکہ مَیں آج بھی آپ سے کہہ رہا ہوں ہمارے بہت سارے دوست ہیں، ہم مکران وزٹ پر جاتے ہیں ہمارے پاس پاکستانی فیول دستیاب نہیں ہے۔ہمارے پاس پاکستانی پٹرول پمپس نہیں ہیں۔کیونکہ

ایک تو روڈ نہیں تھے وہاں پر یہ availability یہ ساری گزر و بسر خورد ونوش کی چیزوں سے لے کر باقی جو یہ فیول ہے اِس کو، دیکھیں پھر بعد میں جب مافیا نے قبضے میں لیا، کچھ اَور شکل اختیار کر لیا لیکن لوکل لوگوں کا تو روزگار تھا۔ اب کنٹانی سے لے کر جیونی کے سمندر سے آپ یہاں چمن تک آتے ہیں یہ سارا بند ہے۔ لہٰذا باقی دوست بات کریں گے ہم یہ فیصلہ کررہے ہیں جب تک بارڈر بند ہے ہمارا اسمبلی اجلاس ہے، ٹوکن واک آؤٹ کریں گے۔ جب تک صوبائی حکومت سیریس فیصلہ کرلے یا آپ as a Custodian of this House دو تین ممبرز حکومت سے دو تین ممبرز اپوزیشن سے، ایک باقاعدہ آفیشل کمیٹی ایک ڈیلیگیشن بنائیں ہم جا کے وزیراعظم سے ملاقات کریں گے۔ وزیراعظم ہم پر رحم فرمائیں۔ پنجاب میں سیلاب آیا ہوا ہے لیکن ہم پر تو بیروزگاری کا ایٹم بم گرایا گیا ہے۔ ہمارے بارڈرز اور روزگار کو بند کیا گیا ہے اِس کی شدید الفاظ میں ہم مذمت کرتے ہیں۔ باقی دوست اگر بات کریں گے اس کے علاوہ ہم ٹوکن واک آؤٹ کریں گے جب تک بارڈر نہیں کھولیں گے۔

جناب اسپیکر: جی زاہد علی ریکی صاحب۔

حاجی زاہد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارے ساتھی رحمت صاحب نے بہت اچھی باتیں کیں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کا بھی تعلق چمن بارڈر سے ہے۔ پتہ نہیں سر! چمن ہو، واشک ہو، چاغی ہو، پنجگور، تربت ہو، گوادر ہو یہ سارے بارڈرز close کئے ہوئے ہیں۔ چلیں گورنمنٹ، اسٹیٹ اگر بارڈرز کو بند کرنا چاہتی ہے تو اسکے متبادل آپ عوام کو کیا دے سکتے ہیں۔ کوئی ایک کاروبار، کوئی بزنس آپ ایک راستہ عوام کیلئے بند کررہے ہیں کوئی اور راستہ تو کھول دیں۔ آپ کی ملازمت آپ دیکھیں جناب اسپیکر صاحب! سال میں اگر آپ کے ایک محکمے میں اگر پوسٹیں آجاتی ہیں 15 پوسٹیں ہیں 20 پوسٹیں ہیں یا سو ہیں۔ دس ہزار، پندرہ ہزار بندے بیروزگاری کی وجہ سے اُن پوسٹوں کے لئے اپلائی کرتے ہیں۔ تو بیروزگاری اِتنی زیادہ ہے۔ تو خدارا جناب اسپیکر صاحب! پتہ نہیں وفاق ہمارے ساتھ کیوں اس طرح کررہا ہے وجہ کیا ہے؟ وفاق کا رویہ بلوچستان کے ساتھ کس طرح ہورہا ہے؟ یعنی عوام کے ساتھ جناب اسپیکر صاحب! ظلم ہوتا جارہا ہے۔ ہمارے گورنمنٹ بینچز کے ساتھی بیٹھے ہیں۔ یہ صرف ہماری اپوزیشن کا فرض نہیں بنتا ہے یہ آپ سب کا فرض بنتا ہے کہ آپ سب اس پر بات کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک حکمت عملی طے کریں کوئی کمیٹی بنادیں۔ کم سے کم اِس طرح جو آپ بند کررہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! تین چار دن پہلے مجھے وہاں کے عوام کی طرف سے فون آئے ہیں پنجگور ہو، تربت ہو، واشک ہو اگر بارڈرز بند ہونگے ہم لوگ اپنا کوئی اور راستہ لے لیں گے۔ راستہ یہ لیں گے یا تو چوری کریں گے، اغوا برائے تاوان شروع کریں گے یا خدانخواستہ پہاڑوں میں جائیں گے۔ ''تنگ آمد بہ جنگ آمد''۔ جناب اسپیکر صاحب! اِس پیٹ کی خاطر آدمی ہر حربہ استعمال کرسکتا ہے۔

چمن کی حالت دیکھیں۔ چمن والوں نے کیا گناہ کیا ہے جناب اسپیکر صاحب! چمن کے بیچارے مظلوم لوگ وہاں ہزاروں بندے بیروزگار وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لاکھوں بندے بیروزگار تھے وہاں بھی اسی طرح بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو یہی حالت بلوچستان میں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہماری گورنمنٹ بیٹھی ہے آج چیف منسٹر صاحب یہاں نہیں ہیں اگر وہ ہوتے تو ہم اُن سے بھی یہی اپیل کرتے کہ وہ پرائم منسٹر صاحب، بلوچستان کے کور کمانڈر، آئی جی ایف سی ساؤتھ اور نارتھ سے بات کریں کہ خدارا ہم پارلیمنٹ یہاں بیٹھے ہیں ہم خدانخواستہ بلوچستان کے دشمن نہیں ہیں آپ بلوچستان کے عوام کی خاطر کوئی alternate راستہ تو کھولیں۔ آپ نے بالکل بہ یک قلم جنبش سارے بارڈروں کو بند کیا ہوا ہے۔ میرا خیال سے جناب اسپیکر صاحب! اگر اس طرح بارڈر بند کیا ہوا ہے، مہربانی کریں جو میزائل پاکستان نے بنائے ہیں یہ بلوچستان میں ہمارے پورے بلوچستان کے عوام کو ختم کریں ضرورت ہی نہیں ہے۔ جو ایٹمی دھما کہ بلوچستان کے علاقہ راسکوہ میں کیا۔ بارڈرز کے بند ہونے سے یہی ایٹمی بم انہی سات آٹھ بارڈروں پر پھینک دیں تا کہ وہاں کے سارے عوام ختم ہو جائیں آپ کی بھی جان چھوٹ جائیگا اور ہم لوگوں کا بھی جان چھوٹ جائیگا ختم اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ سب اللہ کے پاس جائینگے۔ یہ حالت ہے جناب اسپیکر صاحب۔ خدارا ہم اگر بات نہ کریں تو کہتے ہیں کہ آپ لوگ بات نہیں کرتے ہیں۔ اگر بات کریں تو کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کی بات بہت سخت ہے۔ آخر عوام کو ہم کیا دے رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! عوام کے خاطر آپ عوام کے لئے کوئی راستہ تو سوچ لیں عوام نے کیا گناہ کیا ہوا ہے۔ یہ لوگ دبئی، قطر نہیں جا سکتے۔ جیسے ہمارے رحمت صالح نے کہا۔ ایران ہو یا کوئی اور ملک ہو، قطر ہو، دبئ ہو تو وہاں جب بچہ پیدا ہوتا ہے اُسی دن اُس کی سیلری، گاڑی، بنگلہ گورنمنٹ اُس کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ ہماری حالت یہ ہے کہ یہاں پاکستان میں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ لاکھوں کا قرضدار ہے۔ بجائے ہمیں کوئی سہولیات اسٹیٹ دے دے۔ جناب اسپیکر صاحب! خدارا! ہم اس حوالے سے یہ اگر اجلاس دو دن یا تین دن اور چلے گا ہم واک آؤٹ کریں گے۔ ہم بالکل اجلاس چلانا نہیں چھوڑیں گے۔ یہاں ہمارے پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن)، BAP پارٹی اور اے این پی وغیرہ بھی بیٹھے ہیں۔ مہربانی کریں اس میں ہمارے ساتھ تعاون کریں جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: ok پوائنٹ آ گیا ہے۔ ok done۔ ایک منٹ .one by one جی خیر جان بلوچ صاحب۔

جناب خیر جان بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح دوستوں نے اس اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی۔

جناب اسپیکر: آپ کا تو میرے خیال میں بارڈر سے related issue نہیں ہے۔

جناب خیر جان بلوچ: پرابلم یہ ہے کہ بارڈر سے related جتنے بھی لوگ ہیں ہم سب اُن کے ساتھ

related ہیں۔

جناب اسپیکر: ok ٹھیک ہے۔

جناب خیر جان بلوچ: وہ اس صوبے کے باشندے ہیں۔ اب مَیں آواران سے آیا ہوں تو چمن کے لوگوں کا بھی مجھ پر حق بنتا ہے مَیں اُس کا نمائندہ ہوں۔ ژوب اور قلعہ سیف اللہ کا بھی بارڈر لگتا ہے۔ بلکہ ہم کوشش یہ کریں، میری ایک suggestion ہوگی کہ آپ ہماری اسمبلی کو چلا رہے ہیں۔ ایک تجویز ہے میری چونکہ یہ ایک بہت بڑا burning issue ہے۔ اور اس سے ہمارے نوجوان ہمارے لوگ کافی حد تک منفی اثر لے رہے ہیں تو اس منفی اثر کو اس تعصب کو ختم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ حکومت کچھ ایسے اقدامات اُٹھائے جو عبوری طور پر یہ ضروری نہیں ہے کہ forever کچھ چیزیں ہوں۔ لیکن عبوری طور پر کسی مسئلے کو حل کی طرف لے جانے کیلئے ضروری ہے کہ یہ مسئلہ اس طریقے سے حل ہو تا کہ آپ کی پبلک میں جو مایوسی ہے، جو محرومی ہے، جو اُنکا منفی ردِعمل ہے اُس کا خاتمہ ہو عوام اور ریاست کے درمیان ایک اعتماد کا رجحان پیدا ہو اور لوگ اپنے رزق و روزی کے لئے یقیناً یہ مجبوری کے طور پر کوئی بھی راستہ اختیار کر سکتے ہیں جو کہ قانوناً اُسکو کوئی بھی سپورٹ نہیں کریگا۔ لیکن پھر بھی انسان ہے اُن کی معیشت اُنکا روزگار اُن کے بچوں کی روزی اس چیز سے منسلک ہے۔ تو لہٰذا میری آپ سے عرض یہ ہوگی کہ آپ ایک ایسی کمیٹی بنائیں، یہ حکومت والے دوستوں کو بھی پتہ ہے سب اس چیز کو جانتے ہیں، یہ جتنے دوست بیٹھے ہوئے ہیں ان سب کو پتہ ہے کہ ان کے علاقے میں لوگوں کی معیشت کیا ہے۔ فرض کریں میرا ضلع ہے اگر کیچ، مکران آباد ہونگے تو آواران آباد ہوگا۔ اگر چمن میں کاروبار ہوگا تو پشین، قلعہ سیف اللہ، کوئٹہ اُس سے فائدہ اُٹھائیگا۔ چاغی نوشکی سے کاروبار ہوگا تو مستونگ قلات اُس سے فائدہ اُٹھائینگے۔ اسپیکر صاحب! مَیں آپ سے عرض کروں کہ اس سے پورا بلوچستان استفادہ کر رہا ہے۔ آپ کے لاکھوں لوگ آپ سے تنخواہ لئے بغیر آپ سے کوئی بھی تنخواہ لئے بغیر اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ اور ان پیسوں سے آپ کے تمام پاکستان کے جتنے بھی manufacturers ہیں یا انڈسٹریز ہیں اُن کو فائدہ ہو رہا ہے۔ اُن کے پاس پیسے آتے ہیں وہ سیمنٹ بھی خریدتے ہیں۔ وہ سریا بھی خریدتے ہیں وہ کپڑے بھی خریدتے ہیں اُس پروڈکٹ کے ایک قسم کے وہ خریدار بن جاتے ہیں جو آپ کے کارخانوں سے، اُس سے وہ ٹیکس وہاں چلا جاتا ہے جب آپ سے کوئی مانگتا نہیں، آپ سے کوئی لینا نہیں چاہتا ہو وہ خود کہتا ہے کہ ایک جائز طریقے پر ہو۔ ہاں ایک بات ہے کہ بارڈرز میں وہ points open کئے جائیں جہاں جائز طریقے سے taxpayers اپنا ٹیکس دے دیں، پاکستان کو ٹیکس ملے، آپ کی اکانومی بڑھے اور آپ کے لوگ مطمئن ہوں۔ اِنہی باتوں کے ساتھ سر! مَیں شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: Thank you very much. حاجی دستگیر بادینی صاحب! بولنے سے پہلے آپ چونکہ

براہِ راست متاثر ہیں بارڈر ایشو سے میری طرح۔تو کوئی ایسی معقول تجویز دیں جس پر عملدرآمد ممکن بھی ہو یا کسی کے ساتھ بیٹھ کر بات کی جاسکیں اور وہ اُس کو یہ اپیل بھی کریں کہ واقعی اس کے اوپر عملدرآمد ہوسکتا ہے تو آپ مہربانی کریں کہ کوئی ایسی تجویز دے دیں تقریباً اس کے اوپر آگے بڑھ سکیں پھر اِس پر۔جی فرمائیں۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: thank you جناب سپیکر صاحب۔غالبًا تین دن پہلے بھی میں نے اسی ایشو پر، بارڈرز کے ایشوز پر بات کی تھی۔جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک مَیں نے سنا ہے کہ شاید میں غلط بھی ہوسکتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! میں نے سنا ہے کہ چمن میں ٹیکس سسٹم ہے لوگ مطلب ٹیکس paid ہیں۔

جناب اسپیکر: بالکل وہ تو ہے۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: جہاں تک میں نے سنا ہے۔

جناب اسپیکر: جی جی بالکل ایسے ہی ہے۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: چمن میں ٹیکس سسٹم پر لوگ ٹیکس paid ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! جو ٹیکس جو ریونیو اُس کو میں سمجھتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ کے لیے پراونشل گورنمنٹ کے لئے ٹیکس ریونیو یہ ایک صوبے کے پاس، مجھے پتہ ہے اِتنے ہمارے وسائل نہیں ہیں کہ ہر ڈسٹرکٹ میں ہزاروں کی تعداد میں jobs create کریں۔ careation of jobs میں، ابھی جیسے حاجی زاہد صاحب نے یا رحمت صاحب نے بات کی یا پھر خیر جان صاحب نے بات کی ہے جناب سپیکر صاحب! یقین کریں فی ڈیپارٹمنٹ jobs پانچ ہیں، چھ ہیں، سات ہیں، آٹھ ہیں اور اِن سات آٹھ Jobs کے لیے ہزاروں لوگ کوشش کرتے ہیں اپنے فارم submit کرتے ہیں کہ ہمیں job ملے۔تو میں جناب اسپیکر صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ تقریباً بلوچستان میں تقریباً 25 سے 30 لاکھ لوگ اِس بارڈر بزنس سے منسلک تھے لیکن جناب اسپیکر صاحب! ابھی آپ یقین کریں یہ لوگ، جب بارڈر بزنس بارڈر کا کاروبار تھا جیسے کہ قلعہ سیف اللہ یا چمن کی میں نے مثال دی نوشکی ہے واشک ہے چاغی ہے یا خاران یا تربت، پنجگور، گوادر، مطلب جناب اسپیکر صاحب! جیسے میرے دوست نے کہا کہ اس سے استفادہ کرسکتا ہے مستونگ یا آواران، مطلب وہ لوگ اس میں engage ہوتے ہیں۔آج کل کے دور میں اگر گورنمنٹ کی طرف سے jobs creations میں جیسے تین چار ہزار پچھلے ہمارے بجٹ میں jobs create کیے گئے تو پھر وہ تین چار ہزار اگر بلوچستان لیول پہ آپ اس کو distribute کردیں، میرے خیال میں فی ڈسٹرکٹ میں اگر jobs آتے تو پچاس، سو لوگوں کے ایک سال میں بھرتی سے مسائل کا حل نہیں ہے۔تو جناب اسپیکر صاحب! آپ یقین کریں میں آپ کو ایک مثال دوں گا مجھے کسی بندے نے کہا جو اس بارڈر بزنس کے ساتھ منسلک تھا چونکہ ابھی بارڈر کا کاروبار بند ہے، آپ یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! پنجاب میں، سندھ میں،

KP میں 15 سے 20 ہزار ایسے جو بلوچستان کے اسٹوڈنٹس تھے جو پڑھتے تھے وہ اسٹوڈنٹس واپس اپنے گھروں کو آنا واپس ہوگئے کہ ان کے parents فیس submit نہیں کر سکتے کیونکہ پہلے ایک بارڈر کا کام چلتا تھا اگر کوئی ٹائر لاتا تھا یا کوئی چھوٹا موٹا اپنا کام کرتا تھا بارڈر سے یا کپڑے کی شکل میں یا ٹائر کی شکل میں جو جائز کاروبار ہے، ناجائز کاروبار کی favour نہیں کریں گے جو جائز بارڈر پہ بسنے والے لوگ ہیں آپ یقین کریں ایسے 15 ہزار اسٹوڈنٹس جو پڑھتے تھے سندھ میں یا پنجاب میں یا KP میں ابھی ان کی فیس ان کے parents جو ہیں afford نہیں کر سکتے وہ بچے واپس ہورہے ہیں تو میری request یہ ہے آپ سے سر! کہ جو legal trade جیسے میں نے آپ سے کہا چونکہ آپ چمن سے belong کرتے ہیں چمن میں مَیں نے سنا ہے کہ وہاں پر ایک ٹیکس سسٹم رائج ہے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: بجائے یہ کہ چوری چھپے کا جو پکڑ دھکڑ یا چوری کا بزنس ہے اس کو آیا کیوں ایک legal trade کے نام سے اس کو اسٹارٹ نہ کیا جائے اُس سے فائدہ ہمارا صوبہ بھی اُٹھا سکتا ہے، صوبہ بلوچستان ہمارا ریونیو بڑھ سکتا ہے اور اس سے فیڈرل کو بھی فائدہ ہوسکتا ہے۔ تو میری request یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ یہاں سے تین دن پہلے بھی میں نے یہ suggestion دی تھی کہ ہمارے مسلم لیگ (ن) کے چند ساتھی، اِسی طرح پیپلز پارٹی کے، اِسی طرح ہمارے بلوچستان عوامی پارٹی کے جو گورنمنٹ میں ہیں۔ تو یہ فیڈرل میں ایک یہاں سے کمیٹی بنے سی ایم صاحب کی سربراہی میں، اُس میں اسپیکر صاحب! آپ بھی ہوں، تو وہ ایسا کوئی طریقہ لایا جائے آپ کو پتہ ہے drought بھی ہے بارڈر بند ہے تو اس میں میری suggestion یہی ہے کہ یہ ایک چھوٹا بزنس مین ہوتا ہے یہ بڑا تاجر ہوتا ہے وہ بڑا جو ٹرانزٹ سسٹم ہے وہ بڑا بزنس مین فائدہ اٹھا سکیں گے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ چھوٹا جو کاروباری ہے اس کو فائدہ دیا جائے ٹیکس کے ذریعے۔

جناب اسپیکر: done

حاجی غلام دستگیر بادینی: thank you جی۔

جناب اسپیکر: آپ کی انفارمیشن بالکل ٹھیک ہے چمن میں لیگل ٹریڈ کے حوالے سے نظام موجود ہے وہاں جو لوگ لیگل ٹریڈ کرنا چاہتے ہیں وہ آتے ہیں، کسٹم ہے، سسٹم ہے، باقاعدہ وہاں ٹیکس جمع ہوتے ہیں۔ تو آپ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ باقی بارڈرز کے اوپر بھی ٹیکس نظام رائج کیا جائے تاکہ لوگ لیگل ٹریڈ کے حوالے سے کردیں۔ جی مولوی صاحب! مولوی ہدایت الرحمٰن صاحب! ok مولوی صاحب کے بعد۔ مولوی صاحب! constructive! بات کرنی ہے تقریر نہیں تقریباً کوئی ایسی آپ نے معلومات اچھی سی تجویز دینی ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ظاہر ہے تقریر کے اندر ہی بات ہوگی۔ بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ دیکھیں آپ نے پوچھا کہ اچھی تجاویز دیں۔ اب تک جو بارڈر کے فیصلے ہیں بندش کے، اِس ایوان میں آپ سے ہم سے کسی نے پوچھا ہے کہ بارڈر کیوں بند کیا ہے وجہ کیا ہے سیکورٹی ہے؟ تجویز لے لیں۔ کوئی اور مسئلہ ہے؟ تجویز لے لیں۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ کہتے ہیں سمگلنگ ہو رہی ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: دیکھیں کرپشن نہیں ہو رہی؟

جناب اسپیکر: جی؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: کرپشن۔ جزیرے نہیں بن رہے ہیں باہر ملک میں۔ بات سنیں سب سے پہلے بات سنیں میری۔

جناب اسپیکر: دو چیزوں کو آپس میں نہ ملائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں گڈ مڈ کروں گا، جب ظلم ہوگا،۔ سب سے پہلے کرپشن کا خاتمہ کرو۔ ایک طبقے کا کتا بھی دودھ پیتا ہو اِس پاکستان میں اور دوسرے کو کہتے ہو آپ سمگلنگ کر رہے ہیں۔ بھئی ظلم کے معاشرے میں جہاں ظلم ہو اسپیکر صاحب زیادتی ہو۔۔۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ تو کہتی ہے کرپشن فری بلوچستان ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں آپ کو بتاتا ہوں کیوں بند کرتا ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں ناں، میری بات سن لیں۔ یہ ہمارے دَرد دِل کہ بلوچستان میں، مَیں خود بارڈر سے، جو ساتھیوں نے کہا یہ بہت تھوڑے الفاظ ہیں۔ یہ عکاسی نہیں ہے ظلم کی؟ مَیں آپ کو تو، کیوں بارڈر بند کرتے ہیں؟ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ ابھی پنجاب میں سیلاب آیا۔ ہم پنجاب کے بھائیوں کے ساتھ ہیں۔ اس دُکھ کی گھڑی میں ہم پنجاب کے ساتھ ہیں۔ وزیراعظم صاحب نے اعلان کیا واپڈا کو ہدایت کی کہ بجلی کا بل پنجاب کے لوگوں سے مت لو۔ کیا بلوچستان میں سیلاب نہیں آئے تھے گزشتہ 10 سالوں میں نہیں آئے تھے کیا؟ اِسی وزیراعظم کا ایک اعلان ہم نے سنا ہے کہ بلوچستان کے لوگوں سے بجلی کا بل مت لو؟ ایک مجھے دکھائیں میں اسمبلی سے استعفیٰ دے دونگا۔ یہ ہے ذہنیت، میں ذہنیت کی بات کر رہا ہوں۔ جو فیصلے کرتے اُس ذہنیت کے اوپر، ہمیں کیڑے مکوڑے سمجھتے ہیں بلوچستان کو صوبہ نہیں کالونی سمجھتے ہیں اِس ذہنیت کے۔ مجھے بتائیں بلوچستان میں کہتے ہیں دہشتگردی انڈیا کرتا ہے۔ ہمیں کتابوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ ہمارے بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ انڈیا دشمن اول نمبر ہے۔ یہاں دہشتگردی میں انڈیا ملوث ہے۔ انڈیا کا بارڈر ایک دن کے لیے بند نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: لیکن وزیراعظم صاحب کہتے ہیں کہ ہم۔۔۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ سے سوال ہے انڈیا آپ کا دشمن ہے انڈیا کے بارڈر کیوں بند نہیں ہیں؟

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! وزیراعظم صاحب کہتے ہیں کہ ہم بلوچستان کو این ایف سی ایوارڈ کے تھرو پنجاب سے بہت بڑا پیسہ کاٹ کے آپ کو دے رہے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ریکوڈک تو کھا گئے۔ سینڈک کھا گئے۔ سوئی گیس کھا گئے۔ ہمیں خیرات نہیں چاہیے۔ ہماری سوئی گیس ہمیں کافی ہے بھائی۔ آپ ریکوڈک چھین کے چلے گئے مجھے خیرات دے رہے ہیں۔ سپیکر صاحب اِس سوئی گیس نے پورا پنجاب آباد کیا ہے اور ہمارے لوگ آج بھی لکڑیاں جلاتے ہیں۔ یہ احسان نہیں ہے۔ سینڈک میں چاندی بچی ہے؟ سینڈک میں 90 فیصد چاندی چوری کر کے لے گئے پھر ہمیں کہتے ہیں پیٹرول کے بجٹ سے روڈ بنا رہے ہیں۔ ہم لوگ جو ہمارے صوبے کے وزراء ہیں وہ تالیاں بجاتے ہیں کہ پٹرول کے بجٹ سے ہمارے روڈ بنا رہے ہیں۔ ریکوڈک لے گئے سینڈک لے گئے سوئی گیس لے گیا سی پیک لے گئے سب لے گئے اور ہمیں کہتا ہے بھئی، ہمارے وزیر صاحب شہباز شریف کی تعریف کر رہے ہیں جیسے کہ پوری موٹروے بلوچستان کو۔ پیٹرول کے بجٹ سے ہم لوگ موٹروے جناب اسپیکر! میں ایک نقطہ کی کہ یہ جو ذہنیت ہے اسلام آباد کی۔۔۔

جناب اسپیکر: ok ٹھیک ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں ایک نقطے پر کہہ رہا ہوں وہ اسلام آباد نہیں۔

جناب اسپیکر: آ گئی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میری بات سن لیں۔

جناب اسپیکر: جی جی بتائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ اسلام آباد کی جو ذہنیت ہے وہ جب تک درست نہیں ہوگا ہم ایک صوبے کی طرح ٹیک نہیں کریں گے۔ ایک پاکستانی کی طرح ٹیک نہیں کریں گے۔ سیلاب یہاں بھی آیا تھا جعفرآباد اور نصیرآباد میں بھی آیا تھا۔ یہی وزیراعظم نے اعلان کیا کہ جعفرآباد سے نصیرآباد، جھل مگسی سے بجلی کا بل مت لو؟ کیا اعلان ہوا تھا؟ نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: ok آپ کا پوائنٹ آ گیا۔ done done مولوی صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں کہہ رہا ہوں جناب اسپیکر! جو پورا ایوان ہے، حکومت سے کہہ دیں میری بات سن لیں۔ بلوچستان حکومت بلوچستان کی نمائندگی کرے۔

جناب اسپیکر: سلیم کھوسہ صاحب! آپ ذرا اپنی سیٹ پر آئیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بلوچستان کی جو حکومت ہے۔

جناب اسپیکر: وہ done ہے مولوی صاحب! وہ ہوگیا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بلوچستان کی حکومت، بلوچستان کی نمائندگی کرے۔ مَیں اتنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: سلیم کھوسہ صاحب! آپ کی پارٹی کے ہیڈ پر as a Prime Minister یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اُنہوں نے پنجاب میں سیلاب آیا تو وہاں اُن کی بجلی کے بل معاف کردیئے اور بلوچستان میں جب سیلاب آیا تو یہاں پر ایک ٹکے کی کسی کو کوئی مراعات نہیں ملی۔ آپ ایک منٹ جی سلیم کھوسو صاحب! to reply آپ کریں گے۔ ایک منٹ ٹھہر جائیں آپ۔ جی۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ): thank you اسپیکر صاحب۔ مولانا صاحب نے بہت ساری باتیں کیں۔ مولانا صاحب تھوڑے سے جذباتی ہوجاتے ہیں ظاہر ہے بلوچستان کے جو حالات ہیں ایشوز ہیں جذباتی ہونا تو فطری طور پر بندہ ہو ہی جاتا ہے۔ جس طرح دوستوں نے بارڈرز کی بات کی تو بارڈرز میں ایشوز تو ہیں جناب اسپیکر صاحب! لیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا پڑے گا اور سوچنا پڑے گا کہ دنیا کے اندر کون سے وہ بارڈرز ہیں جہاں اس طرح جہاں، جو یہاں ایک سلسلہ بنا ہوا ہے کئی صدیوں سے ہمارے بلوچستان میں KP میں جو بارڈز ہیں جو بلوچستان اور افغانستان سے ملتے ہیں جو جس طرح سے آتے جاتے رہے ایک زمانے میں شاید حالات اس طرح کے تھے وہ شاید وقت کی ضرورت تھی لیکن وہ سارے سلسلے چلتے رہے۔ لیکن صدیوں سے لوگ رہ رہے ہیں رشتہ داریاں بھی ہیں ان کے ایک دوسرے کے ساتھ اِس طرف اور اُس طرف آپس میں نسل در نسل اُن کے تعلقات بھی ہیں۔ لیکن بارڈرز کے اپنے طریقہ کار ہوتے ہیں۔ ہر حکومت کا اپنا ایک mechanism ہوتا ہے ایک سسٹم ہوتا ہے اُس پر بارڈرز چلتے ہیں۔ حالانکہ پاکستان کے بارڈرز میں دیکھا جائے تو بہت نرمی برتی گئی پھر ہم نے دیکھا اِنہی بارڈرز کے ذریعے اِس ملک کے اندر خاص طور پر اِس صوبے کے اندر کتنی دہشتگردی ہوئی ہے۔ سب کے سامنے ہے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: رحمت صالح صاحب! آپ بیٹھیں، دیکھیں بیچ میں interfare نہ کریں۔ (مداخلت۔ شور)۔ نہیں نہیں۔ زاہد علی ریکی صاحب! زاہد ریکی صاحب! آپ Chair کو address کریں۔ رحمت صالح صاحب! ڈیکورم کا خیال رکھیں آپ Chair کو address کریں آپ direct کیوں، نہیں please do not. اُنھوں نے بات کی آپ سُنیں اُن کو۔۔۔ (مداخلت) آپ اُن کو سن لیں، آپ جب بات کر رہے تھے اُنہوں نے interfare نہیں کیا ہے۔ سر! وہ بات کر رہے ہیں آپ interfare نہ کریں اُن کو سُنیں ذرا پہلے آپ۔ سر! آپ

سُنیں اُس کو۔سنیں،آپ اپنے جواب اپنے پاس رکھیں اُن کو سُنیں ، پہلے تو سُنیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔جی پلیز۔

وزیر محکمہ مواصلات،ورکس،فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ: جناب اسپیکر صاحب! تحمل کے ساتھ۔

جناب اسپیکر: تحمل کے ساتھ۔

وزیر محکمہ مواصلات،ورکس،فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ: آپ صرف بلوچستان کے نہیں ہیں ہم بھی اِسی بلوچستان کے سپوت ہیں۔جس طرح آپ کو بلوچستان کے لوگوں کی تکلیف ہے ہمیں بھی اسی طرح تکلیف ہے۔ہم نے تو لوگوں کے خلاف کبھی بھی بات نہیں کی۔آپ تھوڑی سی سنیں۔

جناب اسپیکر: آپ جواب نہیں سُنتے ہیں ناں۔

وزیر محکمہ مواصلات،ورکس،فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ: نہیں کون سی ، رحمت بلوچ صاحب۔جناب اسپیکر صاحب ۔۔۔مداخلت۔شور)اپوزیشن کو تحمل صبر تو ہے نہیں، انہوں نے جتنی بھی بات کرنی ہے سوشل میڈیا کے لیے بات کرنی ہے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی جی بالکل۔مَیں اپنا بخت کاکڑ صاحب آپ،علی مدد جتک صاحب اور ظہور بلیدی صاحب سے request ہے اگر آپ چلے جائیں اُن کو منا کے لے آئیں۔

وزیر محکمہ مواصلات،ورکس،فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ: تو بارڈر کی جو مَیں بات کر رہا تھا۔

جناب اسپیکر: جی جی پلیز وہ سننے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔

وزیر محکمہ مواصلات،ورکس،فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ: اُن کو صبر نہیں ہے وہ تو ابھی کیا بُولیں۔وہ اِس طرح کی بات کرتے ہیں کہ صرف وہ اِس صوبے کے خیر خواہ ہیں خدانخواستہ ہم اِس صوبے کے کوئی یہاں دشمن بیٹھے ہوئے ہیں۔ہم بھی اِسی صوبے سے تعلق رکھتے ہیں۔ہم بھی چاہتے ہیں کہ اِس صوبے میں امن وامان ہو،لوگوں کو روزگار ملے،لوگوں کی مشکلات دُور ہوں۔

جناب اسپیکر: Order in the House. جی۔آپ منا کر لے آئیں کوئی علامتی واک آؤٹ ہے واپس آجائیں گے۔

وزیر محکمہ مواصلات،ورکس،فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ: حاجی صاحب! کوئی مسئلہ نہیں ہے وہ ہمارے بھائی ہیں۔کوئی issue نہیں ہے،ہمیں صبر سے کام لینا چاہیے۔

جناب اسپیکر: جی ہاں بالکل۔

وزیر محکمہ مواصلات،ورکس،فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ: لیکن جس طرح حاجی علی مدد جتک نے بات کی تو مَیں

نے تو کوئی اِس طرح کی بات نہیں کی۔مَیں نے تو ایک situation جو ہے وہ overall دنیا کی ہے وہ بتانے کی کوشش کی جو بارڈرز کے اُوپر apply ہوتے ہیں۔تو بارڈرز کا اپنا ایک طریقہ کار ہوتا ہے جناب اسپیکر صاحب۔لیکن ہمارے لوگ کہتے ہیں کہ یہاں بالکل آزادی ہو کوئی پوچھ گچھ نہ ہو لوگ اِسی طرح آئیں جائیں کوئی اسمگلنگ کرے بیشک کرے ،کوئی ڈرگ کا کام کرے بیشک کرے،کوئی دہشتگردی آتی ہے بیشک آئے۔تو یہ چیزیں نہیں ہوسکتیں۔اِسی نرمی کی وجہ سے یا اُس زمانے میں کچھ اِس طرح کے حالات تھے تو یہاں جتنی دہشتگردی اور خرابی اِس صوبے میں آئی وہ سب کے سامنے ہے آج ہم آپ اور اُسی علاقے کے لوگ اور اِس صوبے کے لوگ suffer کر رہے ہیں۔تو بارڈر کے حوالے سے تو میرے خیال میں mechanism بھی بن چکا ہے۔وہ جو legal trade ہے،اُس کا جو طریقہ کار موجود ہے اُس کے تحت تو سب کچھ ہو رہا ہے۔لیکن ہمارے بھائی صاحبان کہتے ہیں کہ نہیں بالکل آزادی ہونی چاہیے۔شاید کہیں نہ کہیں issue ہے تو وہ بھی ہم فیڈرل کے ساتھ جس طرح کہ آپ نے کہا،دوسرے دوستوں نے کہا،سی ایم صاحب کے ساتھ جا کر بیٹھیں گے،صوبے کے لوگوں کے اگر کوئی issues ہیں،مسئلے ہیں،کہیں آنے جانے کی اُن کو مشکلات ہو رہی ہیں، جس طرح رحمت بلوچ نے کہا کہ خاص طور پر ایران کے ساتھ جو بارڈرز ہیں تو ہمارا دودھ بھی اُدھر سے آتا ہے، ہماری کھانے پینے کی دوسری اشیاء بھی وہاں سے آتی ہیں۔تو اُس کا ایک طریقہ کار نکالا جاسکتا ہے لیکن اِس طرح نہیں۔

جناب اسپیکر: ہاں یہ طریقہ نہیں ہے بالکل۔

وزیر محکمہ مواصلات،ورکس،فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ: لیکن اِس طرح کے behaviour کے ساتھ نہیں کس چیز کے لیے ہم نے کب کہا کہ ہم بیٹھنے کے لیے تیار نہیں ہیں یا فیڈرل کے ساتھ بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ پرائم منسٹر صاحب کے پاس چلے جائیں گے۔یہاں کمیٹی بنے اپوزیشن کے دوست ہمارے ساتھ چلیں سی ایم صاحب کی سربراہی میں جا کر کوئی way out نکالیں گے کوئی راستہ نکالیں گے تاکہ بلوچستان کے لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا ہوں۔ایک تو یہ بات اور دوسرا جو مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب نے بات کی flood کے حوالے سے اِس صوبے میں میرے خیال میں flood ہم نے 2010ء میں بھی دیکھا جناب اسپیکر صاحب 2012ء میں بھی دیکھا 2022ء میں بھی دیکھا۔اِس کے علاوہ بھی floods آتے رہے ایسا نہیں ہے فیڈرل کی ہمیشہ support رہی ہے اور میرے خیال میں 2010ء میں اُس ٹائم پیپلز پارٹی کی حکومت تھی فیڈرل میں،پیپلز پارٹی نے۔۔۔

جناب اسپیکر: ہمارے اپوزیشن اراکین کو واپس آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔

وزیر محکمہ مواصلات،ورکس،فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ: پیپلز پارٹی نے کافی support کیا اُس کے بعد 2022ء میں جب میاں شہباز شریف پرائم منسٹر تھے۔مَیں تو ہمیشہ کہتا ہوں کہ جو میرا ڈسٹرکٹ تھا صحبت پور بلوچستان

کے دوسرے بھی اضلاع میں بڑا سیلاب آیا تھا، بڑا نقصان ہوا۔اُن میں سب سے زیادہ نصیرآباد ڈویژن میں میرا ڈسٹرکٹ تھا صحبت پور اور اُس کے بعد جعفرآباد سب سے زیادہ وہاں flood کی situation بنی ہوئی تھی۔تو پرائم منسٹر جو دنیا کو دیکھ رہا ہوتا ہے اُس وقت کے حالات بھی اسی طرح تھے، اُس کے باوجود اُس چھوٹے سے ڈسٹرکٹ میں چار دفعہ تشریف لائے تھے۔تو اُن کے آنے سے کافی فرق پڑا۔تو مَیں ایک بات ضرور کہوں گا وہ ہمارے بڑے اچھے دوست ہیں، وہ کل بھی ہمارے اچھے دوست تھے آج بھی ہیں۔تو اپوزیشن کی بڑی support رہی اپنے قدوس بزنجو صاحب خوش قسمتی کہیں یا بدقسمتی ، اُس وقت چیف منسٹر تھے۔تو اگر کہیں نہ کہیں اِس صوبے کو flood والوں کو support نہیں ہوئی تو مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارے چیف منسٹر کی وجہ سے۔

جناب اسپیکر: ok.

وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ: اگر اُس کی جگہ کوئی اور چیف منسٹر ہوتا اور شہباز شریف صاحب جیسے پرائم منسٹر اُس وقت تھے مَیں کہتا ہوں کہ اُن سے بہت زیادہ اِس صوبے کے اندر کام کر سکتے تھے لیکن ظاہر ہے جب ہم خود کہیں کہ on the record اُن کی باتیں ہیں ''کہ جی ہمیں فیڈرل سے کچھ بھی نہیں چاہیے، ہم میں اتنی capacity ہے کہ ہم flood والوں کو سنبھال سکتے ہیں''۔یہ ہمارے اُس ٹائم کے چیف منسٹر صاحب نے کہا۔ بہت اچھے دوست ہیں بڑے اچھے انسان ہیں ، لیکن بس اِن باتوں کی وجہ سے اُن کے رویے کی وجہ سے یہ صوبہ بڑا suffer کیا۔تو ایسا نہیں ہے کہ فیڈرل سے ہمیں support نہیں ہوئی، ورلڈ بینک کے بہت سارے projects اُس وقت آئے، یہی flood سندھ اور بلوچستان میں بھی آیا، آپ سندھ میں جا کر دیکھیں 100% کام ہو چکا بلوچستان میں کیوں نہیں ہوا؟ تو اُس وقت کی جو حکومت تھی صوبے کی اُس کی میرے خیال میں کمزوری کی وجہ سے، ابھی زیادہ مَیں نہیں بولنا چاہتا ہوں اُس کی کمزوری کی وجہ سے ضرور ہم نے suffer کیا۔

جناب اسپیکر: ok,Thank you very much. مَیں اپنی جانب سے اور ہاؤس کی جانب سے۔اور بھائی سُن لیں ایک منٹ سُنیں خاموش ہو جائیں۔مَیں اپنی جانب سے، آپ مجھے بولنے تو دیں تو مَیں وہی کر رہا ہوں آپ اشارہ کیوں کر رہے ہیں مجھے وہ نظر آ رہا ہے۔مَیں اپنی جانب سے اور پورے ہاؤس کی جانب سے MNA مسز نزہت صادق صاحبہ اور MNA مسز اختر بی بی صاحبہ کو اور سابق MPA ہماری زینت شاہوانی صاحبہ اِن تینوں معزز خواتین کو بلوچستان اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ایک منٹ جی۔وہ آپ سے پہلے۔آپ اِس کے بعد، جی میڈم! آپ بتائیں جی۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی (وزیر محکمہ تعلیم): آپ تھوڑی بہت ہی جذباتی ہیں۔مَیں صرف، چونکہ میری پارٹی کی

ہیں مسز نزہت صادق صاحبہ، مسز اختر بی بی صاحبہ اور زینت شاہوانی صاحبہ تو مَیں اِن سب کو اپنی پارٹی کی طرف سے اور اپنی طرف سے اِس ایوان میں خوش آمدید کہتی ہوں۔ Thank you very much.

جناب اسپیکر: جی ظفر آغا صاحب۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر صاحب! بارڈر کے حوالے سے مَیں دو باتیں ضروری سمجھتا ہوں، جو ہمارے پشین کے ساتھ بادینی بارڈر لگتا بھی ہے، آپ کی constituency میں بارڈر کا پورا ایریا ہے۔ تقریباً بلوچستان کا یوں کہہ لیں کہ 1400 کلومیٹر لگ بھگ بارڈر ایریا بلوچستان کے پاس پڑتا ہے افغانستان اور ایران کا جناب اسپیکر! دو باتیں مَیں ضروری سمجھتا ہوں اور مَیں اپنے دوستوں کو، آج بڑا اچھا topic raise کیا ہے لوگوں کی اس پر بہت توجہ بھی ہے اور لوگ سننا بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے ممبرز صاحبان اِس پر کیا comment کریں گے۔ جناب اسپیکر! دو چیزیں ہیں، ہم نے بارڈرز بند کر لیے ہم نے نقصان کیا اُٹھایا ہے؟ مَیں چمن کی اگر بات کروں تو دو نقصان ہم نے جو ہمیں بہت نزدیک سے نظر آئے اور یہ recently ہمیں یہ نظر آئے۔ ایک چمن میں لوگوں نے خودسوزی کی۔ آپ کو یاد ہوگا جناب اسپیکر! آپ کے علاقے کے آپکے ہی قومی تھے، اُس نے اپنے اُوپر پیٹرول چھڑک کے اپنے آپ کو آگ لگائی۔ اور اپنے آپ کو آگ لگانا اُس صورت میں ہوتا ہے جو بندہ خودکشی کے لیے تیار ہوتا ہے۔ اِس کے معنی یہ ہیں کہ اُس کے گھر میں فاقہ ہے، اُس کے بچے رو رہے ہیں اور وہ مجبور ہے تو اِس وجہ سے اُس نے یہ step لیا ہے۔ اور اِس طرح کئی مثالیں آپ کو بلوچستان میں مل سکتی ہیں۔ دوسری بات جو مَیں ضروری سمجھتا ہوں جناب اسپیکر! یہ 65 کا ایوان ٹوٹل آج جو بیٹھے ہیں مجھ سے اِتفاق کریں گے، بارڈر ایریا بند تو ہو گئے مگر۔۔۔ (مداخلت۔شور) جناب اسپیکر! آپ ہاؤس کو order میں رکھیں۔

جناب اسپیکر: order, order in the house۔ آپ آنرایبل ممبر بول رہے ہیں آپ ذرا attentive رہیں please۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! ہم نے جو سب سے بڑا نقصان اُٹھایا ہے بارڈر کے بند ہونے کے بعد لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت ایک ٹیوب ویل لگایا۔ اور آج اُس پر بند، اُس پر تریاق اور چرس، اِس طرح کی چیزیں وہ لوگ کاشت کرنے پر مجبور ہیں۔ اب مجھے یہ بتایا جائے کہ ہم نے فائدہ لیا؟ فائدہ کیا ہے یا نقصان اُٹھایا ہے؟ نقصان اُٹھانے کی، اُس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی constituency چمن، قلعہ عبداللہ، پشین، ژوب، یوں چلیں آواران، خاران تک جتنے بھی ہمارے دوست ہیں سب کے جتنے بارڈر ایریاز ہیں، بارڈر بند ہو گئے لوگوں نے کیا کیا ''کہ آئیں ابھی تریاق کاشت کرنا شروع کر دیں''۔ اب آپ یقین کریں آج بھی ANF والے اور باقی جو آپ کے جتنے بھی ضلع کے DCs ہیں

آپ رپورٹ منگوا کر دیکھ لیں بلوچستان کی تاریخ میں بدترین کاشت ہوئی ہے۔جس پر میں خود قرارداد لے کر آیا ہوں، جس پر زابد ریکی صاحب خود قرارداد لے کر آئے ہیں یہ چیز بہت زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔اور جناب اسپیکر! آج مَیں حیران ہوں کہ کہاں سے شروع کروں اور کہاں ختم کروں۔ ہماری اِس چیز کی وجہ سے آج ہماری ایجوکیشن disturb ہے۔ یہ چیزیں جو نشئی، جو جو مواد ہیں، کالج، یونیورسٹی اور اسکولوں میں یہ فراہم کیے جاتے ہیں اور فروخت کیے جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! اگر ہم نے اِس پر مل بیٹھ کے تمام پارٹیز مل بیٹھ کے اِس پر اگر ہم نے ایک clear stance نہیں لیا اور اپنا ایک calculation نہیں کیا، خدانخواستہ، ایسا دَور آنے والا ہے، میرے پاس ایک clip ہے میں آپ کو بھیجتا ہوں، یہ جوسٹی نالہ آپ کے ساتھ ہی ہے۔میرے خیال سے تین چار دن پہلے سوشل میڈیا پر چل رہا تھا پولیس والے وہاں آئے تھے پکڑنے کے لیے، پورا جلوس نکلا ہے۔مَیں تو حیران ہوں کہ اِس نالے کے نیچے اِتنے لوگ کہاں سے آ گئے۔

جناب اسپیکر: ok۔ٹھیک ہے۔

سید ظفر علی آغا: اِس کی ٹوٹل تعداد پہلے 20 سے 30 ہوا کرتی تھی۔ اب آپ اِس کی رپورٹ منگوا کے دیکھ لیں internationally اِس پر بات ہو رہی ہے کہ بلوچستان میں اس دفعہ یہ کاشت بہت زیادہ ہوئی ہے۔تو لہٰذا میں (ن) لیگ اور پیپلز پارٹی سے بالخصوص ریکوئسٹ کرتا ہوں ایک کمیٹی آپ کی سربراہی میں بنائیں جناب اسپیکر! پانچ، چھ بندے، اپوزیشن سے بھی ایک دو ممبران۔

جناب اسپیکر: ok,ok.۔

سید ظفر علی آغا: ہم وزیراعظم سے ملتے ہیں اور ریکوئسٹ کرتے ہیں کہ آئیں ٹھیک ہے بارڈر بند ہوتے ہیں بند ہوں مگر چمن میں جیسے آپ نے بتایا ہے کہ ٹیکس کا ایک نظام ہے اُس نظام کو ہم implement کرتے ہیں جتنے بھی ہمارے بارڈرز ایریا ہیں اُسی فارمولے کو ہم implement کرتے ہیں تا کہ revenue بھی generate ہو اور لوگ اِس آفت کی جو جو کاشت کر رہے ہیں مَیں اُس کو نام بھی صحیح طرح نہیں دے سکتا ہوں کہ اِس کو میں کیا نام دوں۔ اِس طرح کا ظلم جو ہمارے بلوچستان کے ساتھ ہو رہا ہے اگر اِس طرح کاشت ہوتی رہی، پانچ سال کے بعد آپ یقین کریں ہر گھر میں ایک نشئی ہوگا۔ ہر اسکول میں کافی تعداد میں اِس طرح آپ کو سٹوڈنٹس ملیں گے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

سید ظفر علی آغا: تو اِس طرح کے واقعات سے ہمیں بچنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک۔thank you

سیدظفرعلی آغا: جناب اسپیکر! صرف اور صرف دوسری ایک چھوٹی سی بات ،میرے فاضل دوست ممبر نور محمد دمڑ صاحب آ گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے سوشل میڈیا پر ایک ویڈیو بڑی گردش کر رہی ہے۔اُس ویڈیو میں ممبر صاحب نے مدارس کے طلباء کے حوالے سے کچھ comment دیئے ہیں کہ طلباء حافظ قرآن اِس لیے وہاں جاتے ہیں کہ وہاں گھر پر کھانا نہیں ہوتا ہے تو اِس لیے مدرسے جاتے ہیں۔مَیں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں ہماری جماعت، جمعیت علماء اسلام میں بالخصوص طول وعرض پاکستان کے جتنے بھی ہیں اُس میں بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔اور اُن لوگوں کی بالکل آپ یقین کریں کہ اُن لوگوں میں بہت تشویش اور غصہ پایا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! مَیں فاضل ممبر سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو مدرسوں پر comment دیئے ہیں،اب حافظِ قرآن، یہاں بھی حافظ قرآن بیٹھے ہوں گے ہمارے آرمی چیف، فیلڈ مارشل وہ بھی حافظ قرآن ہیں۔

جناب اسپیکر: ہاں ٹھیک ہے،آپ موضوع سے ہٹ گئے،بس چھوڑ دیں۔

سیدظفرعلی آغا: اور ہمارے جتنے علماء کرام ہیں مَیں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اِس پر آپ فاضل ممبر سے۔۔۔

جناب اسپیکر: ذرا ہمیں بارڈر issue کو tackle کرنے دیں یہ بعد میں دیکھیں گے۔

سیدظفرعلی آغا: موقع دے دیں تاکہ وہ اُس پر بات کریں۔

جناب اسپیکر: ok, Thank you very much اچھا اِس طرح ہے سلیم کھوسہ صاحب اور ظہور بلیدی صاحب سے میری ریکوئسٹ ہوگی اگر آپ دونوں یہ بارڈر کے issue سے متعلق اگر آپ سی ایم صاحب کے ساتھ ایک نشست کر لیتے ہیں بے شک مجھے اُس میں آپ بلالیں اور پھر اپوزیشن کے ہمارے جو آنریبل ممبرز ہیں اُن کے ساتھ کوئی کمیٹی بن جائے اور پرائم منسٹر کے ساتھ اِس سے متعلق کوئی ملاقات ہو جائے تو میرے خیال میں کوئی بُرائی نہیں ہے۔ جس طرح دستگیر بادینی صاحب نے تجویز دی کہ اگر سارے بارڈر legal trade کے حوالے سے ہوں اُن کے نظام بنا دیتے ہیں میرے خیال میں اِس issue کو کسی نہ کسی حد تک address ہوسکتا ہے۔تو آپ لوگوں سے گزارش ہے آپ اِس پر سی ایم صاحب سے کل مل لیں۔جی مندوخیل صاحب۔ mic on کریں جی۔

جناب فضل قادر مندوخیل: مجھے point of order پر بات کرنی ہے۔

جناب اسپیکر: وہ اِس سے ہٹ کے ہے؟

جناب فضل قادر مندوخیل: ہاں؟

جناب اسپیکر: کوئی اور چیز ہے؟

جناب فضل قادر مندوخیل: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: اچھا۔

جناب فضل قادر مندوخیل: جناب اسپیکر ! آج گورنر ہاؤس میں ایک حادثہ ہوا۔ پولیس اور طلباء کے مابین تُو تُو، میں میں ہوئی اور اِس پر پولیس والوں نے طلباء پر فائرنگ کر دی۔ جس میں تین طلباء اور دو پولیس والوں کو گولیاں لگیں۔

جناب اسپیکر: یہ کدھر؟

جناب فضل قادر مندوخیل: ژوب میں جناب اسپیکر! سیکورٹی کی مدد میں اِتنے اختیارات پولیس والوں کو کس نے دیئے ہیں جناب اسپیکر! کہ وہ طلباء پر فائرنگ کریں؟

جناب اسپیکر: اچھا! یہ گورنر صاحب کے visit کے دوران ہوا ہے؟

جناب فضل قادر مندوخیل: یہ آج گورنر صاحب کے بنگلے کے اندر ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا بنگلے کے اندر ہوا ہے۔

جناب فضل قادر مندوخیل: بنگلے کے اندر ہوا ہے، گورنمنٹ ڈگری کالج کے پرنسپل اپنے طلباء کو ساتھ لے گئے تھے۔ اب ایک سیاسی جلسے کے ساتھ، طلباء کا کیا کام ہے؟ پرنسپل، کل مسلم لیگ (ن) کا وہاں جلسہ ہو رہا تھا، اُس میں وہ اسٹیج سیکرٹری کا کردار ادا کر رہے تھے۔ پرنسپل کالج جا کے وہاں سے 40، 50 طلباء کو لا کے، سیاسی جلسوں میں بٹھایا کرتے ہیں۔ سر! اِس سے پہلے جو ہمارا پرنسپل تھا اُن کو اِس بنیاد پر ٹرانسفر کیا گیا ''کہ کالج کے طلباء سیاست میں involve ہیں اور پرنسپل اِن کو کنٹرول نہیں کر رہا ہے'' اِس کے بعد جب پرنسپل کا آرڈر ہوا اِس پرنسپل کی میں نے دو تین بار شکایتیں منسٹر ایجوکیشن راحیلہ صاحبہ سے کی ہیں۔ مَیں خود سیکرٹری کے پاس گیا ہوں کہ یہ پرنسپل اِس کا character بھی صحیح نہیں ہے۔ مَیں نے ایسے ہی اُن سے کہا تھا کہ یہ characterless آدمی ہے یہ students کو خراب کر رہا ہے لہٰذا اِس کو ٹرانسفر کیا جائے۔

جناب اسپیکر: لوکل ہے وہاں کا؟

جناب فضل قادر مندوخیل: سر! جی ہاں وہاں کا لوکل ہے اور پہلے پرنسپل کی بنیاد یہی تھی کہ وہ بچوں کو سیاست میں involve کر رہا ہے اور یہ پرنسپل کالج سے 50، 60 لڑکوں کو، کلاسیں چھوڑ کے اِدھر جلسوں میں بٹھاتا ہے۔ کل کے جلسے کی ویڈیو بھی ہے کہ وہ جلسے میں اسٹیج سیکرٹری کا کردار ادا کر رہا ہے اور وہ اسٹیج سیکرٹری ہے حالانکہ وہ سرکاری ملازم اور کالج کا پرنسپل بھی ہے عوامی جلسوں میں وہ اسٹیج کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

جناب اسپیکر: ان طلباء نے پرنسپل کے خلاف احتجاج کیا ہے؟

جناب فضل قادر مندوخیل: نہیں، سیکورٹی کی وجہ سے طلباء اور پولیس والوں کی آپس میں تو تو مَیں مَیں ہوگئی ہے۔

جناب اسپیکر: سیکورٹی کی وجہ سے؟

جناب فضل قادر مندوخیل: جی ہاں پولیس والوں نے طلباء پر گولی چلائی ہے۔ سر! یہ جو موجودہ ایس ایچ او، جس پولیس والے نے فائرنگ کی ہے، یہ بھی شیخ صاحب کے گاؤں کا رہنے والا اور اُن کا رشتہ دار ہے اُسی نے فائرنگ کی ہے۔ ابھی طلباء کا مطالبہ یہ ہے ''کہ جب تک یہ پولیس والوں کو گرفتار نہیں کیا جاتا اور ایس ایچ او کو معطل نہیں کیا جاتا اور پرنسپل کو یہاں سے ٹرانسفر نہیں کیا جاتا ہم کالج کو بند رکھیں گے تب تک ہم کالج کو نہیں کھولیں گے جب تک اِن تینوں کو سزائیں نہیں ہوتیں یا یہ معطل نہیں ہوتے یا اِن کے خلاف اِنکوائری نہیں ہوتی۔

جناب اسپیکر: ok.

جناب فضل قادر مندوخیل: اِس ایوان کے حوالے سے مَیں کہتا ہوں کہ اِن کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب اسپیکر: منسٹر ایجوکیشن آپ اِس پر کچھ اپنی version دیں گے؟ منسٹر ایجوکیشن صاحبہ۔

جناب بخت محمد کاکڑ (وزیر محکمہ صحت): جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر محکمہ صحت: اس حوالے سے میں اِن کو بتانا چاہتا ہوں کہ ژوب کا جو آج واقعہ ہوا ہے، جس طرح ہمارے رُکن نے statement دیا ہے۔ ہم ایک بہت reponsible forum پر بات کرتے ہیں۔ اور اِس فورم سے جو بھی بات جاتی ہے وہ عوام تک پہنچتی ہے یہ جس incident کے بارے میں بتا رہے ہیں چونکہ گورنر صاحب دَورے پر گئے ہوئے تھے۔ تو کالج کے طلباء کا ایک وفد اُن سے ملنے گیا تھا۔ تو ظاہر سی بات ہے گورنر صاحب ہیں اور عمائدین بھی بیٹھے ہیں۔ تو ایک پولیس اہلکار کے رائفل سے گولیاں چلی ہیں۔

جناب اسپیکر: unintentionally?

وزیر محکمہ صحت: unintentionally چلی ہے اُس کو وہ سارے confess بھی کرتے ہیں۔ جس سے دو پولیس والے بھی زخمی ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: ok.

وزیر محکمہ صحت: اور تین طلباء زخمی ہوئے ہیں جو اِس وقت stable ہیں۔ اِس میں پرنسپل اور باقی لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ میرے خیال سے اِس طرح کی چیزوں کو link-up کرنا اور اِس کو پھر اِس طریقے سے present کرنا، اگر مَیں کرتا ہوں تو بھی میرے خیال میں یہ چیز مناسب اِس لیے نہیں ہے کہ اس سے ایک غلط میسج جا رہا ہے۔ آپ جب

بھی، مَیں جاتا ہوں، آپ جاتے ہیں اپنے اپنے علاقوں میں، تو مختلف لوگ آپ سے ملنے آتے ہیں، اُن میں اسٹوڈنٹس، ٹیچرز اور وکلاء بھی ہوتے ہیں، اُن کے جو مسئلے و مسائل ہیں وہ بیان کرتے ہیں۔ یہ کوئی سیاسی جلسہ نہیں تھا بلکہ وہاں کالج کے اسٹوڈنٹس اپنے مسائل بتانے گئے تھے۔ تو یہ unintentionally ہوا۔ اور الحمدللہ وہ stable ہے۔ اِس کو اِس طریقے سے میرے خیال سے present کرنا یہ نامناسب ہے۔

جناب اسپیکر: جی مندوخیل صاحب کا مائیک آن کریں۔

جناب فضل قادر مندوخیل: میں اِس کو، یہ الیکٹرانک میڈیا پر، موبائل پر اِن کی تصویریں دکھا سکتا ہوں، کالج کے لڑکے ہیں وہ لے کر آیا ہے اور اُن کو گرین مسلم لیگ کے مفلر پہنائے جاتے ہیں۔ پرنسپل کھڑا ہے اُس کی تصویریں ہیں وہ اسٹیج پر باتیں کرتا ہے۔ مَیں ایسے ہوا میں بات نہیں کرتا ہوں میرے پاس ثبوت ہیں مَیں ابھی آپ کو دکھا سکتا ہوں۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب! آپ ذرا اپنے آپ کو update کریں۔

وزیر محکمہ صحت: سر! یہ ہمارے جو معزز رُکن ہیں وہ دو چیزیں mixed-up کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر محکمہ صحت: ایک یہ کر رہا ہے کہ طلباء اور پولیس والوں میں تلخ کلامی ہوئی، اُس پر پولیس والوں نے فائرنگ کر دی اور طلباء زخمی ہوئے۔

جناب اسپیکر: exactly تقریباً یہی کہہ رہے ہیں۔

وزیر محکمہ صحت: اِس چیز کی وضاحت مَیں نے کر دی کہ ایسا واقعہ نہیں ہوا ہے۔ unintentionally رائفل سے گولی چلی ہے۔ جس سے وہاں اسٹوڈنٹس جو آئے تھے یہ آج کے واقعہ کی بات کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: یعنی اُس میں پولیس والے بھی زخمی ہوئے ہیں؟

وزیر محکمہ صحت: اُس میں دو پولیس والے بھی زخمی ہوئے ہیں۔ رہ گئی یہ جو جلسے میں شرکت کی ہے اِس حوالے سے مجھے بالکل علم نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے سر کی بات اس حوالے سے ٹھیک ہو۔ میں نے اس چیز کی correction اِس لیے لازمی سمجھی کیوں کہ میں نے وہاں اعلیٰ حکام سے، DC سے، سب سے رابطہ کر کے پوچھا کہ کیا واقعہ ہوا ہے ہسپتال والوں سے بھی پوچھا اُنہوں نے کہا کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ تو پھر اسٹوڈنٹس سے بھی میری بات ہوگئی اُن سب نے کہا کہ یہ ایک unintentional واقعہ تھا جس میں یہ incident ہوا تو میں چاہتا ہوں کہ اس فورم سے جو خبر جاتی ہے جو بات ہو، وہ authentic ہو، وہ ہماری چیزیں اپنی جگہ ہیں لیکن اُس کو اس طریقے سے نہ present کیا جائے۔

جناب اسپیکر: perception پر نہ ہو تقریباً۔ جی راحیلہ درانی صاحبہ!

وزیر محکمہ تعلیم: یہ میرے معزز رُکن جو situation اُنہوں نے بتائی ہے وہ مجھے اب، پہلے تو نہیں، مجھے ابھی کسی نے اس بارے میں whatsapp کیا ہے اور I don't know جو ہمارے منسٹر ہیلتھ کہہ رہے ہیں تو یہ دو version آ گئے ہیں۔ تو انشاء اللہ مَیں اِس پر آپ کا جو پوائنٹ ہے، مَیں اُسکی inquire کروں گی۔ اور کل ہی انشاء اللہ اِس پر تمام جو حقائق ہیں اُسکو دیکھ کر پھر انشاء اللہ آپ کے سامنے لاؤں گی۔

جناب اسپیکر: ok,Thank you very much. اچھا اِس طرح ہے کہ آپ سیکرٹری ہوم ACS ہوم اور کمشنر ژوب ڈویژن سے ذرا immediate basis پر رپورٹس طلب کریں تا کہ اس کی تہہ تک پہنچا جا سکے۔ جی!

جناب فضل قادر مندوخیل: موجودہ جو ایس ایچ او ہے یہ شام کے وقت سول گاڑی میں نیشنل ہائی وے پر کہیں نکل جاتا ہے کسی پرائیویٹ گاڑی میں بیٹھتا ہے جب، ہمارے یہاں تو آپ کو پتہ ہے چمن سے گاڑیاں آتی ہیں، پنجے کی گاڑیاں ہوتی ہیں۔ یہ سول ڈریس میں، سول گاڑی میں وہاں کھڑا رہتا ہے۔ اِس کی شکایت مَیں نے DIG سے بھی کی ہے۔ لوگ میرے پاس آئے ہیں کہ ہم لوگ آتے ہیں ایک سول گاڑی کھڑی ہوتی ہے جب ہم رُکتے ہیں تو اُس سے پولیس والے نکل آتے ہیں تو میں نے پوچھا کہ کون ہے تو اُنہوں نے ایس ایچ او کا نام لیا اور دو تین بندوں کا نام لیا۔ مَیں نے DIG سے personally جا کے کہا ہے کہ آپ کا ایس ایچ او یہ یہ کام کر رہا ہے، کل کو اگر کسی نے اس کو گولی مار دی یا کچھ ہو گیا تو اِس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ DIG نے کہا کہ میں اس کو دیکھتا ہوں لیکن ہمارے ہاں ایک چیز میں آپ کو بتا دوں سر! کہ جب سے شیخ جعفر خان صاحب گورنر بنے ہیں ایک تو یہاں مسلم لیگ کی حکومت ہے، بلوچستان کا ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ (بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے)۔

جناب اسپیکر: ok, thank you.

جناب فضل قادر مندوخیل: یہ فائدہ اُس کی گورنری کا جو ہمارے ژوب کو ملا ہے۔

جناب اسپیکر: ok. کرتے ہیں تھوڑی سی detail لیتے ہیں اِن کی تقریباً جو بھی حقیقت معلوم ہوگی۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔

میر زابدعلی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 43 دریافت فرمائیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: سر! آپ نے تو کمیٹی نہیں بنائی۔

جناب اسپیکر: اچھا اس طرح ہے زابدعلی ریکی صاحب! آپ کے سوال نمبر 43,44,45,46 اور 236 یہ محکمہ خزانہ سے متعلق ہیں اور 150 اور 176 معدنیات سے متعلق ہیں، یہ دونوں محکمے شعیب نوشیرانی صاحب کے پاس ہیں، اُن کے گھر میں میرے خیال سے کوئی problem ہے اُنہوں نے چھٹی کے حوالے سے special request

کی تھی ، اُن کے جوابات آئے ہیں اگر آپ مطمئن ہیں تو اِن کو dispose off کرتے ہیں نہیں تو پھر اس کو defer کرتے ہیں۔

میرزابدعلی ریکی: defer کریں۔

جناب اسپیکر: defer کریں۔سوال نمبر 43,44,45,46,236,150,176 یہ تمام defer کیے جاتے ہیں۔رحمت صالح صاحب کا سوال نمبر 236 ہے جی ہاں، وہ بھی محکمہ خزانہ سے ہے تو اُس کو بھی defer کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس۔

مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ وزیر برائے محکمہ ماہی گیری کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کروائیں گے کہ فش ہاربر پسنی گزشتہ کئی سالوں سے مٹی تلے دَب چکا ہے۔متعدد بار اِس پر کروڑوں روپے کے اخراجات کیے گئے ہیں۔ اِس کے علاوہ جاپانی گرانٹ کے ذریعے بھی بحالی کی کوشش کی گئی لیکن کامیاب نہیں ہوسکا۔ چونکہ فش ہاربر پسنی ایک معاشی حَب ہے اور وہاں ہزاروں لوگ کام کرتے ہیں لیکن آج کھنڈرات کا منظر پیش کررہا ہے۔ جس کی وجہ سے ماہی گیر شدید پریشانی میں مبتلا ہیں۔ لہٰذا حکومت کی جانب سے فش ہاربر پسنی کی بحالی کی بابت کیا اقدامات اُٹھائے جارہے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب اسپیکر: یہ جواب تو محکمہ کی طرف in-writing میرے خیال سے آپ کے سامنے آچکا ہے تو آپ اِس جواب سے مطمئن ہیں یا پھر منسٹر صاحب سے رائے لے لیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میرے پاس آ گیا ہے۔ میں مطمئن ہوں اِس جواب کے اندر بھی ہمارے اس جواب میں کہہ رہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب سے مطالبہ کررہے ہیں اِتنے بڑے یہ کھنڈرات ہیں معاشی حب ہے۔ایک دَور میں دبئ کے کارگو بھی آتے تھے پسنی میں، ہزاروں لوگ یہاں کام کرتے ہیں اِس رپورٹ میں بھی ہمارے وزیر صاحب demand کررہے ہیں کہ پی ایس ڈی پی میں بھی شامل نہیں ہے۔وزیر اعلیٰ محترم پی ایس ڈی پی میں اس کے لیے فنڈز مختص کریں اس جواب میں فنڈز کا بھی مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ فنڈز دیں گے تو بحال ہوگا۔ پی ایس ڈی پی میں شامل ہوگا تو بحال ہوگا۔ اِن کی رپورٹ میں بھی منسٹر صاحب یہ demand کررہے ہیں صوبائی حکومت سے کہ فنڈز دے دے تاکہ پسنی فش ہاربر کو بحال کریں۔

جناب اسپیکر: ok thank you. جی منسٹر فشریز!

جناب برکت علی رند(پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ): 1981ء سے لے کر 1989ء

تک محترمہ شہید بےنظیر بھٹو نے اُس وقت اسکا افتتاح کیا تھا، اور ایشیئن بینک سے پیسے آئے تھے اُس دَور میں ہوا تھا اُس کے بعد ہمارے پاس پیسے نہیں آئے تا کہ اس کو ہم بنائیں۔ ابھی اگر ہمارے پاس پیسے آئیں گے تو انشاءاللہ تعالیٰ ہماری first priority یہی ہے کہ ہم اُس Jety کو بنائیں ہماری کوشش ہے۔

جناب اسپیکر: ok, ok.

میر رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! یہ 1981 سے 1989 ہمیں سمجھ نہیں آیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: 1981 اور 1989ء، یہ دیکھیں سر! یہاں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: From 1981 to 1989?

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: جی ہاں۔ 1981 to 1989

جناب اسپیکر: ok جی ٹھیک ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر صادق عمرانی صاحب نے آج تا اختتام اجلاس جبکہ میر شعیب نوشیروانی صاحب، جناب اصغر علی ترین صاحب، مولوی نوراللہ صاحب، میر یونس عزیز زہری صاحب، جناب عبیداللہ گورگیج صاحب، سردار کوہیار ڈومکی صاحب، میر جہازیب مینگل صاحب اور انجینئر زمرک خان صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر **59** پیش کریں۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: اب مجھے ایجنڈے پر چلنے دیں، اُس ایجنڈے کے بعد تشریف رکھیں۔ جی۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: thank you لیکن حکومت کی طرف سے کوئی ایسی interesting یا خاطرخواہ جواب نہیں آیا، آپ نے رولنگ دی۔

جناب اسپیکر: مَیں نے تجویز دی۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: سر! آپ ایک clear collective فیصلہ لیں۔ کمیٹی notify کریں۔

جناب اسپیکر: سر! کمیٹی ایسی ہے مَیں نے کہا کمیٹی، پہلے اپنے چیف منسٹر صاحب سے وہ دو main ہمارے سینئر منسٹرز ہیں اُن کو مَیں نے بتایا ہے۔ ہم اُن سے نشست کریں گے ہوسکتا ہے مَیں بھی اُس میں شامل ہوں۔ تو اُس کے بعد ہم انشاءاللہ کمیٹی کی طرف بھی جائیں گے۔ پرائم منسٹر سے اُس پر تقریباً ٹائم لے کے۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: بس دیکھیں: ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ جب تک بارڈر پر کوئی ایسا strong decision نہیں آیا ہے۔

جناب اسپیکر: اب آپ نے شروعات کردی ہے۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: ہم ہر اجلاس میں اپنا ٹوکن واک آؤٹ ریکارڈ کرائیں گے۔

جناب اسپیکر: سر! یہ نہیں، آپ نے شروعات کردی ہے ابھی انشاءاللہ یہ آہستہ آہستہ آگے چلے گا اور اِس پر کافی لوگوں نے stands لیے ہیں۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ): جناب اسپیکر صاحب! مَیں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی یہاں اب ایجنڈا چل رہا ہے آپ اِس کو مہربانی کر کے۔

وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ و ہاؤسنگ: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی پلیز، جی جی سلیم کھوسہ صاحب! مائیک آن کریں۔ جی۔

وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ: thank you جناب اسپیکر صاحب! فضل قادر صاحب ہمارے لیے بڑے محترم ہیں۔ اُنہوں نے جو بات کی، خاص طور پر گورنر صاحب کے بارے میں تو بڑا غیر مناسب تھا۔ اور وہ جو آخر میں اُنہوں نے الفاظ استعمال کیے میرے خیال میں وہ مناسب نہیں وہ ایک سینئر اور بڑے سمجھدار ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ repeat کریں کیا الفاظ ہیں، مَیں نے نہیں سنا کہ کیا الفاظ ہیں؟

وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ: مَیں بتاتا ہوں، سمجھدار، سلجھے ہوئے اور ہمیشہ اُنہوں نے میرٹ کی بات کی ہے۔ اور صوبے میں خدمت کرنے کوشش بھی کی اور کر بھی رہے ہیں، as a Governor بھی اُنہوں نے ہمیشہ اِس صوبے کی خدمت کی اور خاص طور پر ژوب اور پورے صوبے کو وہ ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہمارے فضل قادر صاحب نے کہا کہ جی وہاں شاید اُن کے الفاظ تھے

کہ☆☆☆☆☆☆☆☆۔☆☆☆☆☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے)۔ شاید اُن کا انداز، بولنے کا یہ تھا۔تو مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑا غیر مناسب ہے تو اِس کو حذف کیا جائے۔اور گورنر صاحب نے، مَیں سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی یہاں departments کے وزراء بیٹھے ہیں کبھی ہمیں اُس طرح اُنہوں نے influence نہیں کیا کہ اِس بندے کو یہاں وہاں لگائیں۔تو مہربانی کر کے فضل قادر صاحب۔۔۔

جناب اسپیکر: بس ٹھیک ہے قادر صاحب بیٹھیں تشریف رکھیں۔میرا خیال ہے کوئی reply کرنے کی ضرورت نہیں ہے تشریف رکھیں۔آپ بیٹھیں پلیز۔وہ اگر غیر مناسب الفاظ ہیں جو کہ ادا کیے گئے اُن کو اسمبلی کی کارروائی سے حذف کیے جاتے ہیں۔تشریف رکھیں پلیز۔جی زابد علی ریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ہر گاہ کہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ بلوچستان۔۔۔

جناب اسپیکر: زابد علی ریکی صاحب! اِس کو ابھی پیش کرنے کی میرے خیال میں ضرورت نہیں ہے یہ last session میں آپ کی قرارداد، جی ہاں وہی ہے۔

میر زابد علی ریکی: سر! کورم کے حوالے سے۔۔۔

جناب اسپیکر: exactly اُس پر discussion ہو چکی ہے۔اُس پر مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب نے کورم کی نشاندہی کی تھی۔

میر زابد علی ریکی: جی بالکل۔

جناب اسپیکر: جس کی وجہ سے وہ رہ گیا ہے آپ اِس کو ایک دفعہ پڑھ لیں۔پھر اِس میں ہاؤس کی رائے لے لیتے ہیں تا کہ اِس کو پاس کر دیں۔

میر زابد علی ریکی: سر! یہ میرے خیال سے سب نے پڑھا ہے مَیں اس پر چار باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بولیں، بولیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! نوکنڈی ٹو ماشکیل 102 کلومیٹر ہے۔سر! اُس ٹائم پرائم منسٹر عمران خان تھا اُس نے وہاں اسلام آباد میں اِس کا افتتاح کیا تھا۔بجائے کہ بلوچستان میں، نوکنڈی یا ماشکیل میں آ کے اُس کا افتتاح کر لیتا اُس نے نوکنڈی اور ماشکیل کے روڈ کا اسلام آباد میں افتتاح کیا۔Contractor I don't know. جناب سپیکر صاحب! پتہ نہیں سندھ، پنجاب یا KP کا ہے لیکن بلوچستان کا نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: یہ پی ٹی آئی کے دور میں ہوا تھا؟

میر زابد علی ریکی: جی۔

جناب اسپیکر: پی ٹی آئی دور میں ہوا تھا۔

میر زابد علی ریکی: پی ٹی آئی کی گورنمنٹ تھی۔

جناب اسپیکر: اچھا۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! چلیں ہو گیا۔ کام میرا خیال سے ابھی جناب اسپیکر صاحب! چار یا پانچ سال ہیں چار، پانچ ارب روپے میرے سننے میں آ رہا ہے نیشنل ہائی وے نے باقاعدہ contractor کو پیسے بھی دیے ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال سے یہ چار سالوں سے ٹوٹل 17 کلو میٹر black top ہوا ہے اور چار ارب روپے contractor نے NHA سے وصول کیئے ہیں اور project جناب اسپیکر صاحب۔۔۔

جناب اسپیکر: please order in the house. لیاقت لہڑی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! جتنے ہمارے colleagues ممبرز ہیں یہ بات سن لیں۔ ہمارے ظہور صاحب آپ P&D کے منسٹر ہیں۔ سلیم صاحب! آپ بھی سن لیں۔ وفاق میں بھی آپ کے پرائم منسٹر ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! چاہے یہ روڈ ہے، کوئٹہ ٹو چمن ہے، آپ کا کوئٹہ ٹو کراچی روڈ ہے۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

میر زابد علی ریکی: ایسے بہت سے روڈز ہی ongoing scheme ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ میں حیران ہوں کہ یہ کام کیوں رُکا ہوا ہے۔ پیسے بھی contractor کو ملے ہوئے ہیں نوکنڈی ماشکیل کا کام بھی کم ہوا ہے جناب اسپیکر صاحب۔ اور کوئی سننے والا بھی نہیں ہے۔ کئی بار اِس اسمبلی کے فورم پر مَیں نے بات بھی کی ہے۔ اور یہی ماشکیل کے عوام نے باقاعدہ لانگ مارچ کر کے اِسی روڈ کے حوالے سے ایک issue یہی تھا کہ ہمارا یہ روڈ ابھی تک کیوں نہیں بنا ہے۔ ماشکیل بالکل backward علاقہ ہے۔ بالکل کوئی جانے کے لیے روڈ جب کیمونیکیشن نہیں ہوگی تو کوئی جانے کے لیے تیار بھی نہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ہمارے پیسے بھی آ رہے ہیں، contractor کو پیسے بھی ملا ہوئے ہیں چار پانچ ارب روپے اور کام کتنا ہوا ہے 17 کلومیٹر اور باقی کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اِس کا ذمہ دار کون ہیں؟ سلیم صاحب! آپ کا پرائم منسٹر ہے۔ آپ مہربانی کریں اِس کے حوالے سے اُن سے بات بھی کر لیں۔

جناب اسپیکر: اِس میں پیسے release ہوئے ہیں؟

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! بالکل ہوئے ہیں یہاں NHA کا کوئی چیئرمین ہے بشارت چار پانچ ماہ پہلے مَیں جا کے اُن سے بھی ملا ہوں۔ ایئر پورٹ روڈ پر بیٹھتا ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ بس یہ اب دو تین ماہ کے بعد

یہ complete ہوگا دو تین ماہ کیا ابھی تقریباً سال بھی گزر گیا۔ مگر ابھی تک کام نہ ہونے کے برابر ہے۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب! آپ کے نوٹس میں یہ ہے؟

وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ و ہاؤسنگ: جی بالکل NHA کا کام ہے جو تھوڑی سی فنڈنگ کا issue ہے۔ تو پہلے بھی یہ پوائنٹ زاہد صاحب نے رکھا، تو پہلے بھی میں نے گزارش کی کہ ہم سب اسلام آباد چلتے ہیں تو زاہد صاحب مصروف رہتے ہیں۔ پتہ نہیں کیا تو جب۔۔۔

جناب اسپیکر: بیمار تھے۔

وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ و ہاؤسنگ: اسمبلی کے اندر جو باتیں ہوتی ہیں پھر باہر وہ باتیں ہوتی نہیں ہیں۔ تو مَیں یہ گزارش کروں گا۔ بلکہ زاہد صاحب، مَیں اور ظہور بلیدی صاحب ہم کوشش کریں گے کہ آنے والے دنوں میں ہم اسلام آباد جاتے ہیں، احسن اقبال صاحب سے جا کر ملتے ہیں۔ یہ جو ایشوز ہیں اِن کو solve کریں۔ اس کے علاوہ بہت سارے اور دیگر ایشوز ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں ٹھیک ہے یہ زبردست ہے۔

میر زاہد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! بالکل چاہیے یہ ہے پورے بلوچستان کی جتنی ongoing schemes ہیں ظہور صاحب، سلیم جان آپ مجھے بتا دیں میں any time آپ لوگوں کے لیے تیار ہوں۔ اگر میں واشک جاؤں یا بسیمہ، ماشکیل جاؤں۔ آپ صرف 24 گھنٹے پہلے مجھے بتا دیں میں آجاؤں گا۔ آپ مہربانی کریں کوئی پروگرام بنا دیں۔ جتنے روڈز ہیں ظہور صاحب۔

جناب اسپیکر: ظہور بلیدی صاحب ایک منٹ جی ظہور بلیدی صاحب۔

میر زاہد علی ریکی: جناب اسپیکر! یہ کام ہم لوگوں پر فرض ہیں۔ ہم جب اپنا وقت ضائع نہیں کریں گے اسلام آباد آپ لوگوں کے ساتھ نہیں آئیں گے۔ یہ کام تو نہیں ہوں گے۔

جناب اسپیکر: بالکل اس issue کو take up کریں۔

میر زاہد علی ریکی: ظہور صاحب! آپ بھی اِسی حوالے سے کچھ بات کریں گے کیا کہتے ہیں؟

جناب اسپیکر: جی ظہور بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات): شکریہ جناب اسپیکر! میر زاہد صاحب نے جو بات کی بالکل اُنہوں نے سچ کہا ہے۔ یہ جو سڑک نوکنڈی تا ماشکیل روڈ یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ صرف NHA کی سڑک نہیں ہے بلکہ یہ ہماری future mineral corridor ہے۔ اِس کے آگے بھی extension ماشکیل، پنجگور تک ہونی

ہے۔ پھر اِس نے basically گوادر اور سنٹرل ایشیا کو connect کرنا ہے۔ اور یہ shortest route ہے بدقسمتی سے جو NHA کے جتنے بھی projects ہیں اُن کی جو quality ہے، جس طرح اُن کی PC-1 میں specification ہے اُس پر پورا نہیں اتر رہے ہیں۔ اور یہ بات میں نے فیڈرل پلاننگ کمیشن کے منسٹر صاحب ہیں اُن کے سامنے گوش گزار کرائی ہے۔ اور اُن سے کہا ہے کہ جی NHA کو پابند کریں بلوچستان میں جتنے بھی اُن کے projects چل رہے ہیں۔ اُن پر اپنی standard کو بہتر کریں۔ کیونکہ روز روز نہ وفاقی حکومت پیسے دے سکتی ہے نہ ہی صوبائی حکومت کے پاس اتنے وسائل ہیں کہ اتنے بڑے پیمانے پر سڑکیں بنائیں۔ تو زاہد صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے ہم دوبارہ اِس کو take up کریں گے۔ اور گورنمنٹ بلوچستان کی طرف سے NHA سے ہم کہیں گے کہ جی آپ مہربانی کریں ایک تو آپ کی جو allocation ہے اس سال 250 بلین ہے ریکارڈ allocation ہے۔ تو اُس کا آپ execute کریں اور allocation کو اور اپنے کام میں تیزی لے آئیں۔ اور خصوصاً یہ سڑک بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اِس نے پورے چاغی اور مکران کو connect کرنا ہے۔ اور اُس نے گوادر سے لے کے جو افغان بارڈر ہے یہ 600 کلومیٹر ہے، گوادر، کوئٹہ 800 سے زیادہ کلومیٹر ہے اور یہ اُس سے زیادہ نزدیک پڑتا ہے۔ تو اِس وجہ سے چونکہ ہمارا جو چاغی ہے minerals rich ڈسٹرکٹ ہے تو اگر یہ سڑک بن جائے تو اِدھر ریکوڈیک، سینڈک ہے اور باقی جو ہماری minerals وسائل ہیں۔ کراچی پورٹ تک پہنچنے کے لیے کوئی 1400 کلومیٹر travel کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اِس طرح کے بننے کے بعد وہ 600 کلومیٹر travel کر کے گوادر پورٹ سے ایکسپورٹ ہو سکتا ہے اور ہماری پورٹ بھی functional ہو سکتی ہے۔ تو اِس میں ہم زاہد صاحب کے ساتھ ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جو relevant forums ہیں اُن میں ہم ضرور بات کریں گے۔

جناب اسپیکر: ok, Thank you very much. اچھا اس طرح ہے کہ لاسٹ سیشن میں آپ کو یاد ہوگا ہمارے آنریبل ممبر رحمت صالح بلوچ صاحب نے point of order پر دو point اٹھائے تھے ایک یہ اِن کو invite کیا گیا تھا PTV Bolan میں۔ وہاں interance point پر اُن کے ساتھ کوئی شاید extra-checking ہوئی ہے یا کوئی بدتمیزی کہہ لیں اِس طرح کی۔ تو ہم نے GM,PTV کو آج طلب کیا تھا۔ اُنہوں نے رحمت صالح بلوچ صاحب سے زبانی بھی معافی مانگی ہے اور تحریری طور پر بھی اُنہوں نے اپنی معافی کی درخواست جمع کی ہے۔ اور اُن کو یہ surity دی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایسا کسی بھی ممبر کے ساتھ نہیں ہونے دیں گے۔ تو یہ اُن کی طرف سے یہ progress تھی۔ باقی ایک point اور تھا اِن کا That was regarding Airport, ASF کے حوالے سے۔ وہ جو لائن ڈراپ وغیرہ کے، وہ Monday کو انشاء اللہ

ASF کے جوانچارج ہیں، وہ آئیں گے اس پر بات کریں گے۔ مجھے ایجنڈا مکمل کرنے دیں پھر آپ بولیں، ایجنڈا مکمل کرنے دیں وہ ہوگیا ہے وہ تقریباً ایک منٹ مجھے ایجنڈا مکمل کرنے دیں پھر آپ کو مَیں ٹائم دیتا ہوں۔ مَیں ٹائم دیتا ہوں آپ کو اچھا یہ قرارداد نمبر، آپ اسی قرار داد پر؟ جناب discussion ہو چکی ہے اِس کو یہ تو defer، تقریباً مولانا صاحب کے دوران ہوئی تھی سر! آپ کی قرار داد کو آج ہم نے صرف approve کرنا تھا اس پر discussion تو ہوئی ہے۔ اب دوبارہ اُس پر discussion ہو رہی ہے۔ سر! دوبارہ discussion نہیں ہوگی، آپ تشریف رکھیں پلیز مہربانی کر کے۔

آیا قرارداد نمبر 59 کو منظور کیا جائے؟ قرارداد نمبر 59 منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ! آپ اپنی قرارداد نمبر **60** پیش کریں۔ برکت رند صاحب! please order in the house.

محترمہ شاہدہ رؤف: ہرگاہ کہ بلوچستان ریونیو ایکٹ 1967 جو کہ بہت پرانا ہو چکا ہے اور موجودہ دَور کے تقاضوں پر پورا نہیں اترتا ہے۔ یہ قانون نوآبادیاتی دَور کے پرانے نظام پر مبنی ہے جہاں پٹوار اور ریونیو آفیسران کے لامحدود اختیارات، عوامی مشکلات، بدامنی اور زمینوں کے تنازعات کا باعث بنتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس ملک کے دیگر صوبوں نے اپنے تمام لینڈ ریکارڈ کو digitalize کر کے عوام کو شفافیت، آسانی اور انصاف فراہم کر دی ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ بلوچستان لینڈ ریونیو ایکٹ 1967ء کا جامع جائزہ لیا جائے اور اُس میں دَورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اصلاحات متعارف کرائی جائے اور ''بلوچستان لینڈ ریکارڈ اینڈ مینجمنٹ اتھارٹی'' کے نام سے ایک نیا قانون بنایا جائے تاکہ ایک مستقل، بااختیار، اور پیشہ وارانہ اتھارٹی قائم کی جا سکے جس میں عوام کو آن لائن رسائی فراہم ہو اور فرد انتقالات (Mutation) باآسانی دستیاب ہوں۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 60 پیش ہوئی۔ کیا محرکہ اپنی قرارداد نمبر 60 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: جی اسپیکر صاحب۔ ہم جس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں اُس کا سب سے basic کام یہی ہے کہ قوانین بنائے جائیں۔ یہ جس قانون کی مَیں آج بات کر رہی ہوں بلوچستان ریونیو ایکٹ، ہمارے صوبے کا یہ قانون اِتنا پرانا ہے کہ سَر! آج کی جو ہمارے زمینی حالات ہیں، ہمارے معاشی حالات ہیں اُن سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ تو ہمیشہ ہماری کوشش as a Parliamentarian. یہ ہونی چاہیے کہ اپنے اِن قوانین کو وقتاً فوقتاً اِن کا جائزہ لیتے رہیں، جہاں اِن کے اندر کمی ہیں خامیاں ہیں اُس کو update کرتے رہیں ٹائم کے حساب سے تو جب تک ہم قوانین کو اپنے

آج کے زمانے کے حساب سے نہیں لے کر آئیں گے تو وہ سودمند نہیں ہوں گے۔ میری آپ سے تھوڑی سی گزارشات ہیں کہ اِس کے اندر changings کیوں ضروری ہیں۔ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ کے توسط سے میری یہ request ہے سر! آپ یہ دیکھیں کہ بلوچستان لینڈ ریونیو ایکٹ میں ایک خرابی کیا ہے۔ سَر! دُنیا ٹیکنالوجی میں اِتنی آگے چلی گئی، ہم دُنیا کو بھی چھوڑ دیں اپنے باقی sister provinces کی بات کریں وہ بھی ہم سے اِتنے آگے چلے گئے کہ اُنہوں نے اپنا land record digitilized بھی کرلیا ہے on line revenue collections بھی ہو رہی ہیں۔ وہاں GIS mapping system بھی ہے۔ ہم ابھی تک کہاں پھنسے ہوئے ہیں سَر! رجسٹر وہ بھی ہاتھوں کے لکھے ہوئے، پٹواری، تحصیلدار اور پھر اُس کی اِتنی مشکلات ہیں اِس سسٹم کی کہ لوگ اپنی زندگیاں گھسا دیتے ہیں، جوتے گھس جاتے ہیں اُن کے لیکن اُن کو انصاف نہیں ملتا۔ تو میری آپ سے بڑی ایک ہم humble request ہے ڈیپارٹمنٹ سے کہ for God sake اِس صوبے کے عوام کے ساتھ تھوڑا سا ریلیف دینے کی کوشش کریں۔ اِس ایکٹ کو آپ کے تھرو مَیں ڈیپارٹمنٹ یہ request کروں گی کہ سَر! اِس کے لئے ایک اصلاحاتی کمیٹی بنائی جائے جو بیٹھے، Stakeholders ہیں، اُن کو آن بورڈ لیا جائے۔ اچھی سفارشات کو اِس میں شامل کیا جائے۔ اب مَیں آپ کو یہ بتاؤں کہ جب ہمیں انتقالِ زمین کرنا ہوتا ہے، وراثت کی طرف ہم جاتے ہیں تو آپ سَر! دیکھیں کہ جو مقدمات، آپ دیکھیں ہمارے معاشرے کیا ہمارے صوبے میں سب سے زیادہ مقدمات زمین کے جھگڑے سے related ہیں۔ عدالتوں میں سینکڑوں، ہزاروں کیس اِسکے پڑے ہوئے ہیں اور اُن کے، یہ نہیں کہ آپ کو دنوں میں اُن کا انصاف ملے گا، نہ مہینوں میں ملے گا، نہ سالوں میں ملے گا نسلوں میں جا کے کہیں اُن کے فیصلے ہوتے ہیں۔ تو میری اپنے منسٹر سے، آپ کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ kindly اِن کو review کیا جائے۔ ہماری خواتین ہیں، ہمارے چھوٹے کسان ہیں، اب جا کے اگر ایک system digitalize ہوگا سر! وہاں کرپشن نہیں ہوگی۔

جناب اسپیکر: ok ok

محترمہ شاہدہ رؤف: تو اِس کے لئے مَیں یہ کہتی ہوں کہ جب ہم اِس قانون کے اندر لکھ دیں گے ناں کہ یہ یہ چیزیں ایسی ہونی ہیں تو عدالتوں پر بھی آپ کا بوجھ کم پڑے گا، لوگوں کو پتہ ہوگا کہ یہ میرے رائیٹس ہیں۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں میڈم! اِس کے اوپر کوئی تھوڑا سا کام شروع بھی ہو چکا ہے Let the minister sahib reply. اُسے سُنتے ہیں کہ کیا، جی منسٹر ریونیو پلیز۔ مائیک آن کریں پلیز۔ ok۔

میر محمد عاصم کرد گیلو: (وزیر محکمہ مال): مہربانی اسپیکر صاحب! مَیں نے اپنی بہن سے اُس دن بھی کہا تھا جب اُس

دن یہ مؤخر ہو گیا تھا، اسمبلی کے کورم پورا نہیں ہوا تھا۔

جناب اسپیکر: جی ہاں۔

وزیر محکمہ مال: اسپیکر صاحب! پچھلے سال سے جب ہم آئے اِس پر ہم نے کام شروع کیا ہوا ہے۔ اِس پر ہم نے نیا ایکٹ لایا ہوں وہ یہ 1967ء کے اِس کو ختم کیا گیا ہے۔ ابھی نیا ڈیجیٹل اِس میں وہ جو old manual تھا اُس کو ختم کیا گیا ہے۔ اِس میں ہم نے چار ڈسٹرکٹس phase-one میں ہم نے چار ڈسٹرکٹس ہیں جعفر آباد، کوئٹہ، یہ آپ کے گوادر اور یہ پشین اِن کو ہم نے مکمل کیا ہوا ہے اور phase-two میں اِس کے لئے ہم نے مختص کئے تھے 2.5 بلین اِن چار ڈسٹرکٹوں کے لئے۔

جناب اسپیکر: یہ چار ڈسٹرکٹس digitalize ہو گئے ہیں؟

وزیر محکمہ مال: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: اچھا very good

وزیر محکمہ مال: اچھا phase-two میں سات ڈسٹرکٹس ہیں۔ اسپیکر صاحب! اِس کے لئے جو اخراجات آتے تھے اعداد و شمار 3.5 بلین، اُس کے بھی ہم نے پیسے دے دیئے ہیں۔ اُس میں پہلے phase میں سبی، خاران، خضدار، لورالائی، مستونگ، صحبت پور، لسبیلہ آتے ہیں۔ یہ بھی چل رہے ہیں۔ اور 1899ء اسٹیمپ ایکٹ میں بھی ترمیم کی گئی ہیں۔ جس میں اسٹیمپنگ جو اُن میں اسٹیمپ لگاتے تھے اُس کو ڈیجیٹل کیا گیا ہے لوگوں کی سہولت کے لئے۔ ہم نے (BLRMIS) بلوچستان لینڈ ریکارڈ مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم اِس کا نام رکھا گیا ہے۔ اور اسپیکر صاحب! مَیں آپ کو بتا تھا چلوں اُس دن مَیں نے اپنی بہن سے بھی کہا تھا اِسی اسمبلی فلور پر، مَیں نے اُن سے ملا تھا کہ ہم یہ سارے کر رہے ہیں۔ اِس میں اسپیکر صاحب! ہم نے ڈیجیٹل سسٹم اس میں 1967ء کے اُس میں ترمیم کی گئی ہے اِس کو ابھی جو old-manual تھا اُس کو ابھی ڈیجیٹل کیا گیا ہے۔ اِس میں کمپیوٹرائزڈ سسٹم، فرد کا اجرا اور کمپیوٹرا انتقالات کا اجرا، الیکٹرونک اسٹیمپنگ، آٹو میٹک جمع بندی، کمپیوٹرائزڈ سسٹم جمع بندی، آٹو میٹک لینڈ ٹیکس کلیکشن اور اِس میں جو ڈیجیٹل نقشے اور مساوی، اسپیکر صاحب! یہ سارے ہم نے کر دیے ہیں۔

جناب اسپیکر: ok, ok good.

وزیر محکمہ مال: اُس دن بھی مَیں نے اپنی بہن سے کہا تھا کہ آپ قرارداد پر زور نہ دیں ہم نے یہ automatic پچھلے سال جب یہ چارج سنبھالا تھا اُسی ٹائم اِس پر کام شروع کر دیئے تھے۔

جناب اسپیکر: تو سر! اِس میں وہ چمن ڈسٹرکٹ بھی شامل کر دیں ناں اِس میں۔ مَیں نے کہا کہ میرا ڈسٹرکٹ بھی اس

میں شامل کر دیں ناں۔

وزیر محکمہ مال: جی ہاں سر۔

جناب اسپیکر: ok.

محترمہ شاہدہ رؤف: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی میڈم۔

محترمہ شاہدہ رؤف: سر!اس میں ایک بات ہے۔مَیں، جو respected ہمارے کھڑے ہوئے ہیں منسٹر صاحب۔ دیکھیں! آپ کی نیت پر ہمیں شک نہیں ہے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ یہ جو ہمارے پاس in-written جو قانون موجود ہے ناں اُس کے اندر ابھی سے سقم ہے۔ اُس کے اندر اب بھی ایسی چیزیں ہیں جو مبہم ہیں یعنی کہ غیر واضح ہیں۔ جن کو ہم clear نہیں کہہ سکتے۔ تو اُس کے لیے میرا یہ کہنا ہے کہ kindly آپ ایک اصلاحاتی کمیٹی بنائیں آپ کا ڈیپارٹمنٹ اندر کھاتے جو کر رہا ہے وہ کر رہا ہے۔ مجھے اور آپ کو on-ground کچھ نظر نہیں آرہا۔ آپ نے تو یہ کہہ دیا ناں۔ مجھے بتائیں کہ یہ سسٹم کہاں apply ہو رہا ہے اور کہاں in-function آ گیا ہے؟ آپ کی باتیں سب ٹھیک ہیں لیکن مَیں یہ کہہ رہی ہوں on-ground reality کیا ہے اُس کو دیکھنا ہے۔ آپ کے through میں صرف یہ گزارش کروں گی کہ جو۔۔۔

جناب اسپیکر: میڈم! یہ Digital System Ground پر کیسے نظر آئے گا؟

محترمہ شاہدہ رؤف: نہیں نہیں سر! میرا مطلب ہے کہ exercise کرنا۔

جناب اسپیکر: نہیں، تو وہ کہہ رہے ہیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: نہیں نہیں آپ یہ دیکھیں کہ اِس Law کے اندر جو ابہام ہے اُس کو دور کرنے کے لیے ایک اصلاحاتی کمیٹی بنائے اور جو Stakeholders ہیں اُن کو ضرور آن بورڈ لیں۔ تا کہ آپ کی suggestions آپ کو ساتھ ساتھ ملتی رہے جہاں جہاں آپ کے پاس ابھی بھی Lacunas ہیں وہ ختم ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: ok,ok done, thank you.

وزیر محکمہ مال: اسپیکر صاحب! اجازت ہے آپ کے توسط سے میں اپنی بہن کو جواب دے دوں؟

جناب اسپیکر: جی جی پلیز۔

وزیر محکمہ مال: کمیٹی بنی ہوئی ہے اور آپ کو بھی آپ آئیں اُس کا ممبر کرتے ہیں۔ آپ کی راہنمائی بھی لے لیں گے۔

جناب اسپیکر: آپ Chair کو address کریں، جی بتائیں۔ مجھے address کریں بتائیں۔ آپ اُن کو کمیٹی میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر محکمہ مال: میں اپنی بہن کو آپ کے توسط سے بتانا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: Ok

وزیر محکمہ مال: ہماری کمیٹی بنی ہوئی ہے اِس پر کام ہو رہا ہے۔ آپ بھی اگر اُس کے ممبر بننا چاہتے ہیں بنیں گے۔

جناب اسپیکر: تو You are Welcome

وزیر محکمہ مال: Welcome

جناب اسپیکر: ok,thank You very much. جی رحمت صالح صاحب۔

جناب رحمت صالح بلوچ: جناب اسپیکر! منسٹر صاحب تو ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ لیکن جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے یہ ایک اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ دیکھیں اِس سے جو صوبے میں آپ دیکھیں ناں اب میں اُن گہرائیوں میں نہیں جاتا ہوں۔ آپ kindly صرف منسٹر صاحب کو بٹھائیں۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

جناب رحمت صالح بلوچ: سر! میں اپنے ضلع کی بات کر رہا ہوں۔ میرا ڈسٹرکٹ 2016ء سے Notified ہے Settlement کے لیے، unsettled area ہے پورا ڈسٹرکٹ۔ جو کہ Thirty Eight Thousands Square Kilometer ہے جو کہ وہاں ہر اُس انسان کی زمین خطرے میں ہے بلکہ بہت سارے مافیاز نے قبضہ کیے ہیں۔ جو اس کی جدّی جائیداد ہے، آپ پُشتی جائیداد اُس کو جو بولتے ہیں۔ آج تک وہاں یہی یہ manually کام شروع نہیں کیا گیا ہے۔ اور کاغذی حد تک ہیں، منسٹر صاحب جو بتا رہے ہیں درست فرما رہے ہیں لیکن پریکٹیکلی کوئی بھی تحصیل میں آپ جائیں Digitalized System مہیا نہیں ہے۔ تو لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اِس ترمیم کے ساتھ کہ جن جن اضلاح میں نہیں ہیں اور جو اضلاح Notify ہیں، اِس قرارداد کو پاس کرا دیں۔ اور یہ صوبائی حکومت کا اختیار ہے، اُس کو فوری طور پر ایک نئے قانون سازی اور نئے سرے سے اور Digitalized System پر منتقل کرے۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب! اگر آپ یہ اِن کے District کے جو ڈپٹی کمشنر صاحب ہیں اگر آپ اُن کو یا آپ بلا لیتے ہیں یا اُن کو Convey کرتے ہیں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ 2016ء سے یہ Digital System پر گیا ہے لیکن ابھی تک وہاں کوئی System, as a System نظر نہیں آ رہا ہے۔ پوچھیں اُن سے ذرا کہ یہ کیوں نہیں

ہو رہے؟ اور آپ نے شاید پیسے بھی دیے ہوں گے اُن کو؟

وزیر محکمہ مال: جی مَیں کہہ رہا ہوں sir ڈسٹرکٹوں میں شروع ہوا ہے، وہ کام کر رہے ہیں، جو ابھی نئے جو ساٹھ Districts ہیں اُن میں کام ہو رہا ہے Sir اِس سال کے End تک بھی اُس میں Digitalize System آ جائے گا۔ جیسے رحمت صاحب میرے colleague فرما رہے ہیں کہ پنجگور میں ابھی تک settlement بالکل نہیں ہوا ہے۔ یہ بجا فرما رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: ok.

وزیر محکمہ مال: اُن لوگوں کی طرف سے آپ پر رحمت صاحب! اگر درخواست دے دیں کہ ہمارے District کو settlement کریں unsettled ہے۔ بالکل ہم شوق سے، کیونکہ سارے جھگڑے وغیرہ سارے اِسی وجہ سے ہو رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: **ok.**

وزیر محکمہ مال: بہت occupy کئے ہیں لوگوں کی زمینوں پر قبضہ کر رہے ہیں۔ وہ کر رہے ہیں۔ جب یہ بھی Digital ہو جائے گا، تو لوگوں کے جھگڑے بھی نہیں ہوں گے۔ یہ بالکل رحمت صاحب ٹھیک فرما رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: اگر آپ district کے unsettled land کو Settlement کرانا چاہتے ہیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: یہ Order ہوئے جب جعفر خان مندوخیل صاحب Revenue Minister تھے اُسی نے یہ مدد مجھے کی مَیں اُس کا شکریہ ادا کرتا ہوں آج Floor پر۔ لیکن اُس کے بعد اِس مسئلے کو ڈارمنٹ میں ڈالا گیا کیونکہ میرے ڈویژن میں Settlement Officer ہیں۔ Settlement Office ہے باقاعدہ۔ نا کوئی توجہ دے رہا ہے، ابھی تک Settlement Office ہی نہیں بنائے ہیں میرے ضلع میں Notified ہیں۔ اور کیا درخواست کی ضرورت ہے جب Government of Balochistan نے ایک Notification جاری کی ہے۔ تو اُس کی آپ ایک implement کرا دیں۔

جناب اسپیکر: آپ اس طرح کریں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: سر! دوسری یہ اہم قرارداد ہے۔ اِس کو پاس ہونے دیں رائے لے لیں۔

جناب اسپیکر: وہ ہو جائے گا۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: میرے خیال میں منسٹر صاحب اس قرارداد سے خوفزدہ کیوں ہیں؟

جناب اسپیکر: جعفر خان صاحب، وہ جو 2016ء کے دَور میں جو Notification نکلا ہے۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جی جی۔

جناب اسپیکر: آپ اُس کی کاپی ان کے ساتھ Share کریں۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: میں کل ہی Share کروں گا۔

وزیر محکمہ مال: جتنے آپ کے موضع ہیں اُن کا نام دے دیں، ہم اس میں شروع کریں گے۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: دیکھیں! آپ پہلے آفس بنائیں اور وہاں اپنا Staff تعینات کریں۔ پھر یہ کام شروع ہوگا۔ جب تک Human Resources نہیں ہیں، office کس طریقے سے کام کریگا؟

جناب اسپیکر: جی ہاں وہ سسٹم ہو۔

وزیر محکمہ مال: اسپیکر صاحب! جب اِن کے Deputy Commissioner ان کے توسط سے applications آئیں گے تو ہمیں پتہ چلے کہ settlement مانگتے ہیں تو ہم کریں گے۔

جناب اسپیکر: کریں گے آپ کریں گے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی محترمہ شاہدہ صاحبہ! آپ بتائیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: میرا یہ کہنا ہے کہ آپ admit کر رہے ہیں کہ آپ اِس process پر چل پڑے ہیں۔ تو Sir ہم اِس کو منظور کرنے میں پھر کیوں پیچھے ہو گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: اوکے۔

وزیر محکمہ مال: already پہلے سے منظور ہے۔

جناب اسپیکر: ok۔done, done میڈم! اس پر رائے لے لیتے ہیں۔ آیا قرارداد نمبر 60 منظور کی جائے؟

وزیر محکمہ مال: اسپیکر صاحب! پہلے سے منظور ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر محکمہ مال: اِس پر کام ہو رہا ہے دو سال سے کام ہو رہا ہے۔ اِس پر تقریباً ساڑھے پانچ بلین روپے ہم نے دئے ہیں۔

جناب اسپیکر: تو یہ آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ پہلے سے ہی منظور ہے؟

وزیر محکمہ مال: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: میڈم! میڈم! آپ اِس کو پھر آپ۔۔۔(مداخلت) ایک منٹ Sir ایک منٹ۔ میڈم! اگر یہ منظور

نہیں ہے تو پھر اس کے اوپر کام کیسے ہو رہا ہے؟

محترمہ شاہدہ رؤف: نہیں نہیں دیکھیں! وہ کام ایسے کر رہے ہیں جیسے اُنہوں نے ابھی Page سے دیکھ کے پڑھا ہے میرا کہنا یہ ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ یوں کریں، آپ اگر یوں کرتے ہیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: کہ ہمیں کہیں نظر نہیں آ رہا کہ کچھ بھی Digitalize ہوا ہے، kindly اِس کو رحمت صاحب کی Amendment کے ساتھ آپ اگر Phases میں بھی کام کر رہے ہیں ناں Sir تو ابھی بھی ہمارا بلوچستان بہت حد تک نہیں Cover ہوا۔ تو آپ Amendment کے ساتھ اس کو منظور کر لیں، میرا نہیں خیال کہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی سُبکی ہے یا خدانخواستہ آپ کی inability کو ہم Highlight کر رہے ہیں۔ ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ وہ کام مزید تیز ہو جائے ایک چیز آپ کے پاس آجائے گی۔

جناب اسپیکر: میڈم دیکھیں! دو Options ہیں یا تو آپ اپنی قرارداد withdraw کریں ہم منسٹر صاحب کو یہ تجویز دیتے ہیں کہ آپ کی۔۔۔

محترمہ شاہدہ رؤف: withdraw کیسے۔۔۔

جناب اسپیکر: سنیں، قرارداد کی Amendment کے ساتھ وہ اس پر کام کریں، آپ Withdraw کر دیں۔ اگر آپ Withdraw نہیں کرتی ہیں تو ہم اِس کے اوپر Voting کرتے ہیں؟

محترمہ شاہدہ رؤف: نہیں مَیں Withdraw نہیں کروں گی sorry۔

جناب اسپیکر: .ok۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: Manual System میں جو یہاں اِدھر تحصیل کو دیکھ لینا، آپ کوئٹہ جائیں ناں کوئٹہ تحصیل کو دیکھ لیں ناں کیا گند ھ ہو رہی ہے اُدھر مافیا کے ہاتھوں میں File ہے، باہر لوگوں کو لُوٹتے ہیں۔

جناب اسپیکر: .ok جی سلیم کھوسہ صاحب! مائک آن کریں سلیم صاحب کا۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): جناب اسپیکر صاحب! یہ مناسب قرارداد ہے اِس میں کوئی اِس طرح کی بات نہیں ہے لیکن مَیں یہ ضرور کہوں گا کہ اس پر Already سات آٹھ سال سے کام ہو رہا ہے، Digitalization جعفر آباد ہے اُس میں صحبت پور بھی شامل ہے آپ کا کوئٹہ ہے، پشین ہے، گوادر ہے لیکن جی اِتنا Lengthy کام ہے، یہ کوئی اتنا آسان کام نہیں ہے۔ کیونکہ جو Manual جو already کام چل رہا ہے تو اس کو اس میں shift کرنے میں time بڑا لگ رہا ہے پھر funding کا بھی مسئلہ ہے بہت

سارے issues ہیں لیکن اس پر میرے خیال میں جعفرآباد کو تو شاید 100% کر لیا گیا اب صحبت پور بھی انشاء اللہ وتعالیٰ کچھ عرصے میں وہ بھی ہو جائے گا۔ اِسی طرح پشین، کوئٹہ بھی میرے خیال میں 100% ہو چکا ہے۔ اور پشین بھی میرے خیال میں مجھے صحیح پتہ نہیں ہے لیکن پشین بھی کافی حد تک ہو چکا ہے۔

جناب اسپیکر: ویسے میں آپ کو تھوڑا سا Update کروں کہ ہم نے چمن میں اپنے طور پر بھی وہاں بھی کیے تھے ۔

وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: اب تو دیکھیں یہ already اس پر کام چل رہا ہے کام ہو رہا ہے لیکن یہ جو رحمت بلوچ صاحب بات کر رہے ہیں۔ یا ہماری بہن نے جو بات کی ہے تو یہ مناسب یہ ہوگا کہ دوبارہ کوئی جو یہ Amendment کروانا چاہ رہے ہیں تو ایک پراپر قرارداد لے کر آئیں، Government اور ہم ساتھ بیٹھ کر، ہم اور اس پر، ہم کسی بھی مافیا کو support نہیں کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: ہم اس پر دیکھیں Minister Revenue صاحب کا، یہ Point ہے کہ قرارداد کی، سنیں Minister Revenue کی رائے یہ ہے کہ قرارداد کی ضرورت نہیں ہے، ہم کام کر رہے ہیں۔ شاہدہ رؤف صاحبہ کہہ رہی ہیں کہ ہم یہ قرارداد Withdraw نہیں کرتے ہیں لہٰذا ہم اس کے اوپر Voting کرتے ہیں یا تو Reject ہو جائے گی یا Pass ہو جائے گی۔

وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: صحیح فرما رہے ہیں اِس پر Already کام ہو رہا ہے ہاں وہ کام ہو رہا ہے۔۔۔(مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر: آیا قرارداد، دیکھیں! مَیں نے کہا دیکھ لیں دو طریقے ہیں، دو طریقے ہیں، زاہد علی ریکی صاحب! یا تو قرارداد Withdraw ہو یا پھر یہ ایک ہے کہ اس کے اوپر Voting کرائی جائے۔ نہیں مطلب وہ کہتا ہے کام ہو رہا ہے اُس کے اوپر۔ok جی. Let the Minister Revenue جی گیلو صاحب۔

وزیر محکمہ مال: یہ Lengthy کام ہے اِس پر، مَیں تو ابھی ڈیڑھ سال سے آیا ہوں، اِس سے پہلے سلیم صاحب تھے، سکندر صاحب تھے، اُس زمانے سے کام ہو رہا ہے، ٹھیک ہے۔ ابھی بلوچستان کا مَیں اپنے بھائی کو رحمت صاحب کو بتاؤں آپ پنجگور میں بالکل ایک موضع بھی settle نہیں ہوا ہے تقریباً 85% بلوچستان کے unsettled زمین ہیں۔ صرف 15% ابھی ہوئے ہیں۔ اِس سے پہلے نہیں ہوا ہے۔ ٹھیک ہے۔ رحمت صاحب! یہ Lengthy کام ہے آپ دیکھیں قرارداد کو۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر۔۔۔(مداخلت۔شور)۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں اس طرح نہیں ہے رحمت صاحب۔

وزیر محکمہ مال: آپ کہتے ہیں کہ نہیں ہم اپنا وہ کریں گے کہ ایک ہمارے کریڈٹ ہمارے کھاتے میں چلے گئے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔

وزیر محکمہ مال: ہم نے پہلے قرارداد منظور کی تھی۔آپ لوگوں سے Credit، ہم لوگوں نے پہلے ہی اِس پر شروع کیا ہوا ہے۔۔۔(مداخلت۔شور)۔

جناب اسپیکر: .Order in the House اوکے۔ Please Order in the House آپ تشریف رکھیں۔ Please Order in the House یہ done ہے آپ کا Point آ گیا ریکی صاحب! تشریف رکھیں آپ۔خیر جان صاحب تشریف رکھیں۔تشریف رکھیں Please مہربانی۔میڈم! Point آ گیا آپ کا، Point آ گیا تشریف رکھیں۔۔۔(مداخلت)۔نہیں نہیں ٹھیک ہے ٹھیک ہے آپ کا پوائنٹ آ گیا۔

وزیر محکمہ مال: یہ پہلے سے ہو چکا ہے ابھی ایک چیز ہو چکا ہے۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب! ٹھیک ہے میڈم! تشریف رکھیں، تشریف رکھیں منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں آپ سنیں سارے حضرات۔منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ قرارداد کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا ہم اس کے اوپر کام کر رہے ہیں۔شاہدہ رؤف صاحبہ اور اُن کے پارٹنرز کہہ رہے ہیں کہ یہ قرارداد اگر منظور ہو جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے اِس طرح کی ہے۔

وزیر محکمہ مال: قباحت نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جو حضرات، منسٹر صاحب! جو حضرات، جو حضرات جو Honourable Members اِس قرارداد کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔جو قرارداد کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔اور جو اِس کے، جو حضرات اِس کے Against ہیں، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس ہیں، دس اِس کے Favour میں ہیں اور پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس، گیارہ، بارہ، تیرہ، چودہ، پندرہ لہٰذا آج قرارداد نمبر 60 کو Reject کیا جاتا ہے، Sir .Rejected, Rejected مجید صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔جی فرمائیے۔

(اس مرحلے میں اپوزیشن اراکین واک آؤٹ کر کے چلے گئے)۔

جناب اسپیکر: sir آپ ایک جمہوری ہاؤس میں بیٹھے ہیں یہاں پر majority is the authority جو majority ہوگی وہی ہوگا اب آپ کی ذاتی رائے پر تو نہیں چل سکتے ہیں ناں اِس پر۔ جی مجید بادینی صاحب۔

انجینئر عبدالمجید بادینی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امورِ عمومی نظم و نسق): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔بہت

شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جناب اسپیکر!

جناب خیر جان بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جناب مجید صاحب! ایک منٹ hold کریں، خیر جان صاحب اندر ہیں اُن کو بھی گن لیں۔ کورم پورا ہے خیر جان صاحب! کورم پورا ہے۔ جی مجید بادینی صاحب۔

انجینئر عبدالمجید بادینی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم ونسق): جناب اسپیکر صاحب! میرا علاقہ جعفرآباد ہے اور بہت گرم ترین علاقہ ہے۔ ہمارے علاقے کے لوگ گرمیوں میں اکثر کوئٹہ آیا کرتے ہیں۔ اُس میں ہمارے غریب، غربا مزدور طبقے سے لوگ بھی یہاں آتے ہیں مزدوری کرنے اور خاص کر ہماری جو اقلیتی برادری ہے، ایک قوم ہے ہمارے ہاں جعفرآباد میں بہت بڑی تعداد میں آباد ہیں، شہر کے آس پاس اُن کے تقریباً پانچ گاؤں آباد ہیں۔ وہ ہیں باگڑی، ''باگڑی قبیلہ'' ایک کمزور اور محنت کش قوم ہے۔ جو یہاں آ کر چھوٹے چھوٹے کاروبار کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر غبارے اور کھلونے بیچتے ہیں۔

(خاموشی۔ عصر کی نماز خوبصورت اذان ہال میں گونج اُٹھی)

جناب اسپیکر صاحب! وہ یہاں آ کر چھوٹے چھوٹے کاروبار کرتے ہیں اور پُرانا ٹین، لوہا وغیرہ خرید کر اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ تقریباً حاجی علی مدد جتک صاحب کے بنگلے کے آس پاس اِن کی آبادی وہاں موجود ہے سریاب روڈ میں۔ اور یہ بارہ سو جگیوں پر مشتمل ہیں یہاں دو تین مختلف جگہوں پر سریاب میں حاجی کے گھر کے آس پاس رہتے ہیں۔ سائیں! یہ یہاں سے جب واپس ہوں گے، ابھی اکتوبر میں واپس ہوں گے، نومبر میں یہ وہاں تربوزے، خربوزے، ٹینڈے، تُری، بھنڈی اِن چیزوں کی وہاں کاشت کرتے ہیں۔ وہاں ان کی عورت اور مرد سب مزدوری کرتے ہیں یہ سب یہاں آئے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں یہاں سے بیج، تربوزے اور خربوزے کے یہاں کوئٹہ سے بیج خرید کر جاتے ہیں۔ پھر گرمیوں میں تربوزے، خربوزے جو آپ لوگ کھاتے ہیں کوئٹہ والے بلوچستان کے لوگ تو یہ ہمارے ہی علاقے نصیرآباد اور جیکب آباد سے یہ یہاں آتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ہم نے آپ سے کبھی نہیں کھائے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم ونسق: سر! انشاء اللہ اِس دفعہ کھلائیں گے جناب گزارش یہ ہے کہ یہ اِن کے بیج تقریباً 19 لاکھ روپے کے گھروں میں صندوق کے اندر رکھے ہوئے تھے۔ یہ پولیس والے جس طرح سندھ میں ڈاکو آ کر لُوٹ مار کر کے چلے جاتے ہیں اِسی طرح ان غریبوں کی جگیوں میں پولیس والے رات کے اندھیرے میں بارہ ایک بجے گھس جاتے ہیں اور ان کی جو بھی قیمتی چیزیں ہیں وہ اُٹھا کے لے جاتے ہیں۔ تو مَیں نے اُن سے پوچھا

کہ بھئی مَیں خود اُن کے گھر چلا گیا وہاں مَیں نے اُن سے بات کی اور وہاں اُن کی عورت اور مرد سب سے مَیں نے ملاقات کی اور اُن سے حال احوال لیا کہ یہ کیا ہوا؟ تو مَیں نے بولا "بیج جب وہ لے کے گئے تھے آپ نے پوچھا نہیں کہ بیج کیوں لے کے جا رہے ہو؟ یہ تو تربوز، خربوز کے بیج ہیں؟ جواب میں پولیس والے کہہ رہے ہیں" کہ ان سے بم بنتے ہیں"، ہم نے یوریا کا سُنا تھا، بہت ساری چیزوں سے بم بنتے ہیں۔ یہ نئی بات آ گئی کہ تربوز اور خربوز کے بیج سے بھی بم بنتے ہیں پولیس والے اِسی لئے اُن کو اپنی Custody میں لے رہے ہیں۔ سر! تو آپ سے گزارش ہے کہ مَیں نے مختلف فورم پر بلکہ سی ایم صاحب سے بھی ریکوئسٹ کی ہے، حاجی صاحب سے بھی بات کی مَیں نے ایس پی صاحب سے بھی بات کرنے کی کوشش کی لیکن اُن سے بات نہیں ہوئی۔ سر! ایس ایچ او سے میں نے خود بات کی۔ جناب اسپیکر! ابھی تک اُن کی وہ چیزیں، اُن کا سونا، وہ جو بیج اُنکی باقی جو قیمتی چیزیں اِن کے لُوٹ کر لے گئے پولیس والے ابھی تک واپس نہیں کیے ہیں۔ سر! یہ بیچارے اگر روڈ پر کوئی سبزی لینے اِن کا کوئی نوجوان چلا جائے اُسی ٹائم اُس کو پولیس ڈالے میں ڈال کر تھانے میں لے جاتے ہیں۔ پھر یہ بیچارے غریب ہیں اللہ کے سوا اِن کا کوئی سننے والا نہیں ہے۔ پھر یہ جا کر آٹھ دس ہزار روپے دے کر اُن ظالموں سے پھر اپنے بچے چھڑا کر لاتے ہیں۔ سر! خدا کیلئے اِن غریبوں مظلوموں پر، جو کہ اقلیتی برادری سے تعلق رکھتے ہیں اِن کی جان مال اور عزت کی حفاظت کرنا حکومت کا فرض ہے۔ سر! تو آپ سے یہ گزارش ہے، اِن کو بُلائیں ایس پی صاحب سے پوچھا جائے کہ کیوں اِن کے ساتھ یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں؟

جناب اسپیکر: یہ آپ کے پاس کوئی لِسٹ ہے اِن لوگوں کی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم و نسق: سر! بالکل میرے پاس اُن کا پورا ڈیٹا ہے، سر! وہاں شہر کے ہیں۔ میرے علاقے اور گاؤں کے ہیں۔

جناب اسپیکر: ایس پی سریاب کا کہہ رہے ہیں کہ اُن کو طلب کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم و نسق: سر! انکو بالکل طلب کریں۔ اُن سے پوچھا جائے کہ اِن مظلوموں کے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر: ایس پی سریاب کو طلب کریں اِن کو اور جو بھی appropriate time ملتا ہے اُس میں مجید بادینی صاحب کو بھی invite کریں اور علی مدد جتک صاحب بھی ہمارے ساتھ میٹنگ میں ہوں گے، جب بھی آتے ہیں تو اِن کو inform بھی کیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم و نسق: بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ Thank you very much۔ مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب آپ اپنی

قرارداد نمبر **61** پیش کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اِدھر سے ہمارے دوست نے بائیکاٹ کیا ہے لیکن اتنی بڑی بات نہیں تھی چھوٹی سی بات تھی اگر ترمیم کرتے کہ کام ہو رہا ہے، ایک دو لفظ اضافہ کرتے تو اِتنی بڑی بدنظمی نہ ہوتی۔ مسئلہ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ کام ہو رہا ہے تو قرارداد پیش ہونے اور پاس ہونے میں کیا حرج ہے۔

جناب اسپیکر: آپ کوئی شرعی فتویٰ بھی دے دیا کریں کبھی کبھی تھوڑی سی؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں بیچ میں کوئی ایک، اوپر ایک جملہ لکھ لیتے بھی شروع میں کہ کام ہو رہا ہے اب اِس میں آپ سب، کیونکہ مافیا کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں؟ نہیں یہ کوئی غلط ہوا ہے؟ یہاں ایک جملہ لکھ دیں اوپر کہ بھائی کام ہو رہا ہے مزید کام ہونا چاہیے اِس کے پیش اور پاس ہونے میں کیا حرج کیا خوف ہے۔ اِس سے ماحول بھی اچھا بہتر ہو سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: ok قرارداد نمبر **61**۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی۔ ہرگاہ کہ گوادر جو کہ ایک انٹرنیشنل شہر کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ گوادر پورٹ سے شہر کی اہمیت مسلمہ ہے اسی لیے گوادر کو سی پیک کا، پھر ماتھے کا جھومر کہا جاتا ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ گوادر میں گزشتہ کئی سالوں سے اربوں روپے خرچ ہونے کے باوجود گوادر کے باسی بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ واضح رہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے 18 ارب روپے کے قریب پانی پر اخراجات کے باوجود پانی کی فراہمی کا کوئی مستقل حل تلاش نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع گوادر کے عوام کو میرانی ڈیم سے پانی فراہم کیا جائے۔ تاکہ گوادر کے عوام پانی جیسی نعمت کے لیے مزید پریشان نہ ہوں۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 61 پیش ہوئی، کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی بہت شکریہ اسپیکر صاحب! گوادر میں گزشتہ دو سالوں سے بارش نہیں ہو رہی ہے۔ اور ہمارے ابھی چار ڈیم خشک ہو چکے ہیں۔ ہمارا ایک ڈیم آ کڑا ڈیم جو بہت پرانا ہے وہ پہلے سے خشک ہو چکا ہے، بیلہ ڈیم، کنڈ روڈیم ابھی سَوڈ ڈیم آخر میں تقریباً کوئی چار ڈیم ہمارے خشک ہو چکے ہیں اور زیر زمین گوادر میں پانی نہیں ہے۔ وہاں زیر زمین پانی کا مسئلہ ہے۔ اِسی طرح پلانٹس پہلے بنائے گئے تھے کہ ہم سمندر کے desalination plant وہ تین بڑے بنائے گئے تھے بی ڈی اے کی طرف سے، ایک جیونی میں، ایک پسنی میں، ایک کاروات میں۔ وہ تینوں ناکارہ ہیں، تینوں نہیں چل رہے ہیں۔ اِس میں کرپشن ہوئی ہے اِس پر بحث بھی ہوئی ہے desalination plant ہمارے ناکام ہو چکے ہیں۔ اِس طرح ہمیں مہنگے بھی پڑتے ہیں اِدھر ہماری صلاحیت کا بھی مسئلہ ہے۔ اِسی طرح زیر

زمین گوادر میں پانی نہیں ہے۔ چار ڈیم ابھی ہمارے خشک ہو چکے ہیں۔ یہ جو ہم گزشتہ دس سالوں میں 18 ارب روپے پانی پر خرچ ہوئے، 11 ارب گوادر ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے اور 7 ارب پی ایچ اِی نے یعنی 10 سالوں میں 18 ارب روپے پانی پر خرچ ہونے کے باوجود بھی پانی کے source پر خرچ نہیں ہوا جتنی پائپ لائن، ٹینکی، اِن چیزوں پر زیادہ خرچ ہوا ہے۔ source پر کہ زیادہ مستقل source ہو۔ 2016ء میں feasibility کی گئی تھی، 2006ء میں، 2016ء میں یہ میرانی ٹو گوادر۔ میرانی ٹو گوادر feasibility ہوئی کہ 4 ارب روپے چاہئیں، 4 ارب روپے میں میرانی سے پائپ لائن گوادر جائیگی۔ جناب اسپیکر! 18 ارب تو خرچ ہو گئے ہیں۔ 4 ارب مستقل حل کے لیے خرچ نہیں کیے گئے۔ 4 ارب سے باؤزر سے جان چھوٹ جاتی۔ یہ باقی مافیا سے جان چھوٹ جاتی۔ گوادر کے پانی کا مسئلہ حل ہو جاتا۔ لیکن 4 ارب روپے خرچ نہیں کیے گئے، 18 ارب روپے خرچ کیے۔ یہ جو میرانی ڈیم ہے اِس پر ہماری ڈیمانڈ یہ ہے کہ یہ ہمارے گوادر کا اِس میں اگر پیسہ خرچ کیا جائے بجائے باؤزر کے جناب اسپیکر! بجائے باؤزر، بجائے یہ جو خوامخواہ چیزوں پر غیر ضروری چیزوں پر پیسے خرچ کرنے کے۔ اگر میرانی ڈیم سے ایک مستقل حل گوادر کے لیے ہوگا۔ ہم اِس لیے کہہ رہے ہیں کہ میرانی ڈیم پر تو کوئی فرق نہیں پڑیگا سر! یہ میرے پاس رپورٹ ہے میں نے لی ہے۔ ابھی روزانہ میرانی ڈیم سے جو پانی نکل رہا ہے 200 کیوسک، گوادر کو صرف 8 کیوسک چاہیے۔ یعنی 200 کیوسک نکل رہے ہیں میرانی ڈیم سے مجھے گوادر کے لیے صرف 8 سے 10 کیوسک پانی چاہیے میرا مستقل حل بھی ہوگا۔ تو اِسی لیے میری حکومت سے گزارش ہے مَیں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے کہا کہ یہ ہنگامی بنیادوں پر۔ اس کے بجائے کہ آپ باؤزر پر آ جائیں۔ وہ اربوں روپے سالانہ ماہانہ 30، 40 کروڑ ایک مافیاء کرپشن کا بازار گرم ہو جائے ایک ٹینکر کے بجائے، دس ٹینکر کے پیسے لے لیں وہاں خورد و بُرد کا بازار گرم ہو جائے تو ہم اِسکے مستقل حل کے لیے میرانی ڈیم سے گوادر پہنچتے تھے۔

جناب اسپیکر: ok ok۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: تو اِس میں یہ تھا، مَیں صوبائی حکومت کو ایک مثال دیتا ہوں۔ مَیں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے کہا۔ یہ 72-1971ء کی بات ہے، ایک علاقہ سُنڈسَر ہے گوادر سے 90 کلومیٹر دُور۔ غوث بخش بزنجو صاحب کے دَور میں 72-71ء میں وہاں سے پانی گوادر چھ مہینے میں لایا گیا تھا۔ اُس وقت 71ء میں ترقی کتنی تھی؟ تو اِس لیے میری صوبائی حکومت سے گزارش یہ ہوگی اور ایوان سے بھی سپورٹ کریں تاکہ کرپشن کا بازار گرم نہ ہو۔ باؤزر پر ہم نہ آئیں کمیشن خوری نہ ہو جائے گوادر کے عوام کو مستقل مصیبت سے چھٹکارا نصیب ہو جائے۔ گوادر کے لوگ آپ کو دعا بھی دیں گے۔ اور کرپشن بہت ہوا ہے گوادر میں 18 ارب روپے وہاں خرچ ہوئے پانی پھر بھی نہیں ہے۔ تو انشاء اللہ مَیں گوادر

میں موجود ہوں گا۔ وہاں کا نمائندہ ہوں۔ نہ خود کرپشن کروں گا نہ کسی اور کو گوادر میں کرنے دوں گا۔

جناب اسپیکر: ok.

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اِس لیے میں وہاں موجود ہوں۔ میں اِس لیے چاہ رہا ہوں کہ یہ جس طرح غوث بخش بزنجو نے چھ مہینے میں سونڈسَر سے لے کر گوادر تک چھ مہینے میں پائپ لایا تو میرانی سے گوادر اگر میرے وزیراعلیٰ صاحب صوبائی حکومت ہمت کرے جدید دَور ہے تو یہ میرے خیال میں تین مہینوں میں لا سکتے ہیں۔ چھ مہینوں میں پائپ گوادر لا سکتے ہیں۔ میری حکومت سے گزارش یہ ہے کہ یہ مستقل حل ہے پیسہ ایک دفعہ خرچ ہوگا آپ انشاءاللہ مستقل مسئلے کا ہمارا حل ہوگا۔ یہ ایوان سے گزارش ہے کہ یہ غریب والا قرارداد ہے ہمارے دوست ظہور اور باقی ٹیم، بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: ok ok thank you. جی منسٹر پی اینڈ ڈی پلیز۔

وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: شکریہ جناب اسپیکر! مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے وہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ گوادر کے لوگ ہمیں بہت عزیز ہیں اور اُن کا جو پانی کا دیرینہ مسئلہ ہے گو کہ اِس پر کافی کام ہو چکا ہے اور کچھ کام مزید باقی ہے۔ گوادر کی بنیادی requirement تو 30 لاکھ گیلن روزانہ اُن کی ہے۔ حکومت نے دس، پندرہ سالوں میں مختلف ڈیمز بنائے۔ جس میں شادی کور ڈیم اور سوت ڈیم ہے، اور ماڑہ میں بسول ڈیم ہے۔ ابھی جیونی میں وہ شنزرک ڈیم بن رہا ہے جو 20 لاکھ گیلن per day جیونی کو پانی فراہم کریگا۔ اِس کے علاوہ تمام ڈیمز کو آپس میں intigreat کرنے کے لیے پائپ لائن بچھائی ہے جس میں 11 ارب روپے فیڈرل گورنمنٹ نے پچھلے سے پچھلے سال پچھلے ٹرم میں دیئے تھے وہ تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ اب دو تین ایشوز ہیں ایک ایشو وہاں یہ ہے کہ جو گوادر کی جو internal جو پائپ لائن distribution ہے وہ اتنا ہی خستہ حال ہے۔ اُس کی وجہ سے properl لوگوں کو پانی نہیں مل رہا ہے۔ دوسرا چونکہ یہ climate change پوری دنیا میں آیا ہوا ہے۔ اور بلوچستان بہت زیادہ affect ہوا ہے۔ یہاں تو کبھی کبھار پانچ پانچ، چھ چھ، سات سات سالوں میں بارشیں نہیں ہوتی جس کی وجہ سے ڈیم خشک ہو جاتے ہیں تو میرانی ڈیم ایک حل ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر آپ پوری دنیا میں نظر دوہرائیں جہاں وہ کوسٹل بیلٹ دنیا کے رہے ہیں وہاں اکثر و بیشتر R.O. Plants کی طرف چلے گئے ہیں۔ جدہ کی 60 لاکھ کی آبادی وہاں R.O. Plant سے لوگوں کو پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ پورا گلف تقریباً کم و پیش R.O. Plants پر منتقل ہو چکے ہیں۔ چونکہ ہمارے پاس ایک بڑی facility ہے میرانی ڈیم کی شکل میں تو ہمیں وہاں سے بھی پانی لا کر لوگوں کو دینا چاہیے۔ اور مولانا صاحب کی بات درست ہے کہ وہ میرانی ڈیم کا seepage کا پانی ہے وہ گوادر کی requirement سے زیادہ ہے۔ تو اس میں اگر ہم بروقت پلاننگ کرتے ہیں اور میرانی ڈیم سے لوگوں کو پانی فراہم کرتے ہیں تو ٹینکرز مافیا سے

جان چھوٹ جاتی ہے۔لیکن ایک چیز ہمیں یاد رکھنی پڑے گی کہ میرانی ڈیم کا جو اپنا لائف اسپیل ہے وہ تقریباً مکمل ہونے والا ہے آ کڑا ڈیم کا مکمل ہو چکا ہے۔تو اس پر گورنمنٹ آف بلوچستان definitely اس میں شامل کرے گی اس کی جو raising کے لیے کیا منصوبہ بندی کریں جس طرح آ کڑا ڈیم وہ silt-up ہو چکا ہے اس پر اس مرتبہ حکومت نے 2 بلین اس کی raising کے لیے رکھے ہوئے ہیں تو اِسی طرح میرانی ڈیم کے حوالے سے بھی ہم سوچ و بچار کریں گے کہ اس کی جو لائف اسپیل ہے اس کو کیسے آگے مزید بڑھایا جا سکے تو ہمیں اپنے حلقے کی جانب سے یا ڈسٹرکیچ کی جانب سے کوئی قباحت نہیں ہے گوادر کے لوگ ہمارے لیے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں اور صفائی چونکہ نصف ایمان ہے، پانی کی بہت زیادہ حیثیت ہے، پانی کی جو ضرورت ہے وہ انسان کے لیے بہت زیادہ اہم ہے تو ہم کاشتکاری کو کم ترجیح دیں گے اور لوگوں کو پانی کی فراہمی کو زیادہ ترجیح دیں گے۔اگر کہیں سے کوئی resistance ہے تو اُن سے بھی ہم بات چیت کرتے ہیں کہ وہ اپنی resistance وہ ختم کریں۔ اور لوگوں کو پانی کی فراہمی کے لیے فوری طور پر اسکی feasibility کا آغاز کریں گے۔

جناب اسپیکر: thank you آیا قرارداد نمبر 61 منظور کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے اموِرعمومی نظم ونسق: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: اِسی پر جی آپ بتائیں مجید صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے اموِرعمومی نظم ونسق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جناب اسپیکر صاحب! مَیں اِس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور مَیں یہ گزارش کرتا ہوں، وہاں کے اپنے دوستوں سے ظہور صاحب بھی وہاں سے ہیں، ہماری بہن مینا مجید صاحبہ اور برکت صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمارے بھائی اصغر رند صاحب۔مَیں اِن سب سے ریکوئسٹ کرتا ہوں کہ سب سے پہلے فصلوں سے زیادہ انسانی جانیں ہوتی ہیں۔انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔سب سے پہلے اُس کو عزت دی جائے۔اُن کی مدد کی جائے۔اگر 200 کیوسک پانی فصلوں کے لیے استعمال ہوسکتا ہے اُس میں سے 10 کیوسک اگر یہ لاکھوں لوگوں کی اگر زندگیوں میں آسانی پیدا ہوسکتی ہے تو میرے خیال میں یہ گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: تھینک یو۔جی میڈم

محترمہ مینا مجید بلوچ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل وامور نوجوانان): Thank you Mr.Speaker.
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جو مولانا ہدایت الرحمٰن نے قرارداد پیش کی ہے، بالکل یہ گوادر کا بہت اہم مسئلہ ہے۔چونکہ مولانا صاحب اس علاقے کی نمائندگی کرتے ہیں لیکن ہم اُسی ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلوچستان کے ہر اُس مسئلے کی

نمائندگی کرتے ہیں اِس سے پہلے بھی ہم نے گوادر کے پانی کے مسئلے سے بہت سارے فورم پر آواز اُٹھائے ہیں۔لیکن یہاں ایک چیز پر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ مولانا صاحب نے کہا کہ میرانی ڈیم سے گوادر کو پانی دیا جائے۔ یہ ایک solution ہے اور جوظہور صاحب نے بتایا کہ جو لائف اسپیل ہے میرانی ٹیم کا وہ بھی اب ختم ہو چکا ہے۔اور جتنے بھی جوساحلی علاقے ہیں پوری دنیا میں وہاں یہ R.O. Plants کی طرف جاتے ہیں۔اِس طرح کے پلانٹس ہوتے ہیں جس سے پانی کا مسئلہ حل ہوجاتا ہے۔ جہاں ہم نے 18 ارب پانی کے مسئلے پر خرچ کیے ہیں ۔ ایک permanent solution ہو کیونکہ میں اس میں ایک Add کرنا چاہوں گی کیونکہ ہم پورے بلوچستان کی نمائندگی کرتے ہیں۔اور جب سے میرانی ڈیم کی یہ جوڈیمانڈ کی گئی کہ گوادر کو پانی دیا جائے۔تو کچھ تحفظات اور خدشات ہمیں کیچ سے بھی آ رہے ہیں۔وہاں سے بہت ساری چیزیں ہورہی ہیں کہ آپ لوگ دونوں چیزوں کو سامنے رکھیں اور عوام چاہے وہ گوادر کے ہوں چاہے تربت کے ہوں چاہے بلوچستان میں کسی بھی کونے کے ہوں،اگر کسی بھی عوام کو مسئلہ ہورہا ہے، چاہے وہ کسی بھی ڈسٹرکٹ سے تعلق رکھتا ہو، وہ حل کرنا ہم نمائندوں کی ذمہ داری ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم تمام تر حقائق کو سامنے رکھیں پھر ایک فیصلہ لیں۔ بعد میں کسی controversial چیز میں پڑنے سے بہتر ہے۔تو میرانی ڈیم کا جو بنیادی مقصد تھا اُس ٹائم مشرف صاحب کے دَور میں وہ یہ تھا کہ علاقے کے لوگوں کو زراعت کی طرف لانا ہے، جو بنجر زمینیں ہیں اُن کو آباد کرنا ہے۔لوگوں نے اپنا سونا بیچ کر، ریٹائرمنٹ کے بعد لوگوں نے اپنا سارا جو ریٹائرمنٹ کا پیسہ ہے مطلب تمام تر اپنا سرمایہ انہیں زمینوں پر لگایا۔ اور ابھی بھی میرانی ڈیم میں پانی کا مسئلہ ہے۔ چند ایکڑ آباد ہیں باقی بنجر زمین ہیں۔تو لوگوں کی طرف یہ آتا ہے کہ گوادر کے عوام کے پانی کا مسئلہ اگر میرانی ڈیم سے حل ہوتا ہے تو ٹھیک ہے لیکن میرانی ڈیم سے related جو زمینداری کی کاشتکاری ہے، جو کاشتکار ہیں وہ لوگ کہاں جائیں۔ ایک طرف ہم بارڈر کی بات کرتے ہیں کہ بارڈر ہمارا permanent سرمایہ کاری کا ذریعہ نہیں ہے ہم نوجوانوں کو باہر کی طرف نہیں لے جاسکتے۔ اُن کے لیے alternate solution دینا ہوتا ہے تو پورے پاکستان میں جہاں ایگریکلچر کو پروموٹ کیا جاسکتا ہے جہاں کیچ جیسے علاقے میں چند زمینیں آباد ہیں تو یہ محسوس نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اگر فیصلہ کیا گیا تو لوگوں کے خون پسینہ کا سرمایہ لگایا گیا ہے۔دیکھیں!انسان کے لیے سب کچھ ہوتا ہے نصیرآباد جیسے ڈویژن سے آپ تعلق رکھتے ہیں آپ بہتر جانتے ہیں لوگوں نے اپنا خون پسینہ کا سرمایہ سب زمینوں پر لگایا ہے اگر وہ نہ بھی ہوں تو ان کے لئے کچھ نہیں بچتا۔ ورنہ مرنا تو دونوں صورتوں میں ہی ہے۔تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ گوادر، کیچ کے عوام کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ بیچ کا کوئی راستہ نکالا جائے تاکہ ان دونوں کا مسئلہ حل ہو۔ایسا نہ ہو کہ ایک کا مسئلہ آپ حل کریں اور کسی اَور کے لئے ایک مسئلہ بن رہا ہو۔تو میرا صرف کہنے کا مقصد یہ ہے consultation پوری طریقے سے ہونی چاہیے۔تمام تر

side affects کو دیکھنا چاہیے کیونکہ یہ آوازیں ہمیں کیچ سے آرہی تھی اور ہمیں کہا گیا کہ آپ لوگ، جب بھی اِس مسئلے پر بات ہو تو آپ لوگ دونوں چیزوں کو سامنے رکھیں۔ ہمارے لیے سب برابر ہیں اور گوادر کے لوگوں کے اِس ایشوز کو میں بالکل سنجیدگی سے سمجھتی ہوں اور مَیں اس کو endorse کرتی ہوں کہ پانی بنیادی ہماری ضرورت ہے اس کو حل ہونا چاہیے۔ تھینک یو شکریہ۔

جناب اسپیکر: تھینک یو، تھینک یو میڈم۔ آیا قرارداد نمبر 61 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 61 منظور ہوئی۔ جی مجید بادینی صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم ونسق: جناب اسپیکر صاحب! مَیں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں سر! پچھلے دنوں میں نے پٹ فیڈر پر بات کی تھی۔ پٹ فیڈر کی لائننگ اور ایکسٹینشن کے لیے تقریباً 64 ارب روپے جس سے میرے خیال میں 20 پرسنٹ صوبائی حکومت دے رہی ہے اور 80 پرسنٹ وفاقی حکومت دے رہی ہے۔ جناب! آپ سے گزارش ہے کہ ہم جو وہاں کے پانچ ایم پی ایز ہیں، جن کے پٹ فیڈر پر حلقے آتے ہیں اور جو پٹ فیڈر سے ہمارے حلقے آباد ہوتے ہیں آج تک ہمیں اس کے بارے میں کوئی بریفنگ نہیں دی گئی، نہ ہم سے کوئی اس کے متعلق کوئی بات کی گئی ہے اور نہ ہمیں پتہ ہے۔ ہمیں سننے میں آرہا ہے کہ 11 ارب روپے ٹھیکیدار کو پیمنٹ ہو چکے ہیں۔ آج تک وہاں ایک بیلچہ بھی نہیں لگایا گیا۔ تو میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اِس PD صاحب کو بلائیں اور اس دن آپ سے یہ گزارش کی کہ آپ سی ایم صاحب کو چیئرمین بنائیں۔ اور یہ پانچ یا چھ ایم پی ایز ہیں جو نصیرآباد ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں اُس میں جھل مگسی کا بھی ہے تو ہم سب اِن کے ساتھ بیٹھیں اور یہ ہمیں بریف کریں ہمیں سمجھایا جائے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور یہ پیسے کہاں خرچ ہو رہے ہیں؟ 11 ارب روپے پیمنٹ ہو چکے ہیں مگر ابھی تک کچھ بھی نہیں ہے۔ جناب! اس سے بہت بڑا مسئلہ ہے ہماری زمینیں ہیں، خاص کر صحبت پور ضلع اس پر تقریباً دو ڈھائی لاکھ ایکڑ صرف اسی وجہ سے غیر آباد ہوئے، واٹر لاگنگ کی وجہ سے، سیم کی وجہ سے سی پیج کی وجہ سے تاکہ یہ پٹ فیڈر لائننگ ہوتی کہ یہ زمینیں آباد ہوں۔ اِس کے کچھ اثرات میرے ضلع جعفرآباد میں بھی ہیں۔ اُس کی وجہ سے ہماری زمینیں واٹر لاگنگ کے نیچے آ گئی ہیں اور وہاں قدرتی طور پر زمینوں سے پانی نکلتا ہے۔ وہاں ہم فصلیں آباد نہیں کر سکتے۔ اِس کی لائننگ کی وجہ یہی ہے کہ یہ لائنیں ہوں تاکہ ہم ہمیشہ کے لئے اس سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔ جناب! آپ سے گزارش ہے کہ سی ایم صاحب کی چیئرمینی میں یا آپ۔ PD صاحب کو یہاں بلائیں ہم پانچ چھ ایم پی ایز ہیں اُن کے ساتھ بیٹھیں اُن سے پوچھیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے ہمیں سمجھایا جائے۔ یہ اربوں روپے جو اِس قوم کے خرچ ہو رہے ہیں سر! ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ پٹ فیڈر بہت بڑا 30 لاکھ لوگوں کا جس طرح بارڈر ہے بیس، پچیس لاکھ لوگوں کا مسئلہ ہے۔ تو 30 لاکھ لوگوں کی جو زندگی

ہے وہ زراعت سے وابستہ ہے۔ ہمارے پاس اور کچھ نہیں ہے۔ اگر اللہ نہ کرے یہ پانی یا یہ پٹ فیڈر نہیں ہوتو وہاں ہمارا رہنا ناممکن ہے کیونکہ ہمارے پینے کا پانی بھی یہاں سے ہے اور ہماری فصلیں بھی یہیں سے آباد ہیں۔

جناب اسپیکر: سلیم کھوسہ صاحب! ذرا اس پر تھوڑی سی in-details بتائیں گے کہ یہ کیا ایشو ہے۔

وزیر برائے مواصلات، ورکس، فزیکل، پلاننگ و ہاؤسنگ: Thank you جناب اسپیکر صاحب! بالکل صحیح فرمایا ہے مجید بادینی صاحب نے۔ یہ پچھلے دنوں فیڈرل کا ایک پروجیکٹ ہے جو پٹ فیڈر کینال کے لئے میرے خیال میں لائننگ کے لئے تقریباً کوئی 65 بلین کے قریب ایک پروجیکٹ ہے اور اسکا ٹینڈر بھی ہو گیا ہے۔

جناب اسپیکر: یعنی بالفاظِ دیگر 65ارب روپے کا؟

وزیر برائے مواصلات، ورکس، فزیکل، پلاننگ و ہاؤسنگ: جی 65ارب روپے کا ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا۔

وزیر برائے مواصلات، ورکس، فزیکل، پلاننگ و ہاؤسنگ: تو تین مختلف portions میں میرے خیال میں تین جگہ پر ٹینڈررز ہوئے ہیں۔ تو کوئی گیارہ ارب روپے mobilization کے لئے بھی پیسے دیئے گئے ہیں لیکن لاء اینڈ آرڈر کی situation کی وجہ سے ابھی تک وہاں اپر موبلائز نہیں ہوئے ہیں تو بالکل بادینی صاحب صحیح کہہ رہے ہیں کہ ایک بہت بڑا پیسہ mobilization کے نام پر اریگیشن کو دیا بھی گیا ہے۔ تو ابھی عمرانی صاحب تو یہاں موجود نہیں ہیں۔ اگر وہ ہوتے تو اس پر مزید بتاتے۔ جہاں تک میرے علم میں ہیکہ شاید وہ لاء اینڈ آرڈر کی situation کی وجہ سے کیونکہ وہ علاقہ تھوڑا سا ڈسٹرب ہے۔ تو اُس وجہ سے اُس پر ابھی تک کام نہیں ہو رہا ہے۔ جس طرح بادینی صاحب نے کہا ہے کہ یہ بڑا اہم پروجیکٹ ہے جناب اسپیکر صاحب! کیونکہ ہمارا جو بیلٹ ہے پورا گرین بیلٹ ہے تو اُس کے لئے جو یہ اِتنا بڑا پروجیکٹ آیا ہے، خدانخواستہ یہ کہیں خرابی کی طرف نہ چلا جائے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ proper طریقے سے اگر چیزوں کو نہیں دیکھا جاتا تو پھر وہ چیزیں خراب ہو جاتی ہیں۔ تو اس پر میری یہ گزارش ہوگی کہ اگر اریگیشن کے سیکرٹری صاحب کو اگر بلالیں اور ہم نصیر آباد ڈویژن کے جو ایم پی ایز ہیں۔ چونکہ اس فورم پر اگر بات آئی ہے تو اسی لئے مَیں کہہ رہا ہوں otherwise اگر ہم خود سیکرٹری صاحب کے پاس چلے جاتے ہیں اور اُس سے ہم انفارمیشن لے لیتے ہیں انفارمیشن لینے کا اِتنا بڑا ایشو تو نہیں ہے۔ لیکن کام نہ ہونا اِتنا پیسہ ریلیز ہونے کے باوجود proper طریقے سے mobilize نہ ہونا وہ ایک سوالیہ نشان ضرور ہے۔ تو اُس حوالے سے میرے خیال میں اگر آپ کی طرف سے کوئی رولنگ چلا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا اس طرح ہے، میرے پاس جو انفارمیشن ہیں یہ ٹوٹل 65ارب کا پروجیکٹ ہے اور اس میں کوئی

گیارہ ارب روپے ہیں وہ mobilization کیلئے ریلیز ہوئے ہیں۔اور آپ لوگوں کے خدشات یہ ہیں کہ اُس گیارہ ارب روپے میں جو mobilization کے لئے تھے تو وہاں کوئی ڈویلپمنٹ نہیں ہوئی ہے۔

وزیر برائے مواصلات، ورکس، فزیکل، پلاننگ وہاؤسنگ: وہاں یہ mobilize نہیں ہوا ہے۔ سننے میں یہ آرہا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی situation کی وجہ سے۔ضرور کہیں پر اگر کچھ ایشوز ہیں تو اُن issues کو solve کیا جائے۔تو یہی گزارش ہے کہ اگر اُن کو بلالیں اور یہاں وہ ہمیں بتادیں کہ کیا وجہ ہے۔

جناب اسپیکر: جی ٹھیک ہے۔جی برکت رند صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: جناب مَیں مولانا صاحب کی قرارداد جو پانی۔۔۔

جناب اسپیکر: وہ ختم ہوگئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: جناب دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں ڈیم سے پانی دیا جائے یا وہاں سمندر کے پانی کو میٹھا کر کے۔۔

جناب اسپیکر: برکت رند صاحب ایک منٹ سر! آپ میری گزارش سنیں۔یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔یہ جو ایشو چل رہا ہے پہلے ہمیں wind up کرنے دیں پھر آپ لوگوں کی قرارداد اپنی جگہ تو پاس ہوگئی ہے۔یہ جو پٹ فیڈر کے حوالے سے جو اسکیم چل رہی ہے اِس میں جو محکمے کے سیکرٹری صاحب ہیں اور اُن کے ساتھ جو اُن کے پی ڈی صاحب ہیں اور جو بھی اور concerned اس کے ساتھ ہیں including the Contractor اُن کو طلب کریں اور یہ اِس سے پہلے کہ ہم اس کو NAB یا CMIT کے حوالے کریں تو تقریباً وہ آئے چیمبر کے اندر ہمیں کچھ بریفنگ دے دیں۔ And then we will see, what we can do. آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے یا ?It is over۔ ٹھیک ہے۔ جی نور محمد دمڑ صاحب۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر محکمہ خوراک): میرے معزز رکن اسمبلی ظفر آغا نے ایک بات کی ہے۔اگر ریکارڈ پر لایا ہے تو پھر مَیں اِس کا جواب دینا مناسب سمجھتا ہوں۔اگر ریکارڈ پر نہیں ہے تو پھر میرے خیال میں مناسب نہیں ہوگا۔

جناب اسپیکر: جی بتائیں کوئی بات نہیں۔لیکن وہ on record نہیں ہے اور وہ موجود بھی نہیں ہے۔میرے خیال میں اسکی ضرورت بھی نہیں ہے۔

وزیر محکمہ خوراک: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: thank you۔اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 29 ستمبر 2025ء بوقت 3:00 بجے دوپہر تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05 بجکر 30 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)